جلد (۱) ۔ ۲۸ / ماہ شہادت ۱۳۳۱ھ ۔ مطابق ۔ ۲۸ / ماہ اپریل ۱۹۵۲ء ۔ نمبر (۱۸)

سیدۃ النساء حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا و اعلیٰ اللہ درجاتہا فی الجنۃ کا وصال

نہایت رنج والم سے لکھا جاتا ہے کہ وہ رنجدہ خبر جس کو سننے کے لئے کان تیار نہ تھے ۔ اور وہ جانکاہ حادثہ جس کو دل برداشت نہ کرسکتے تھے وقوع میں آیا یعنی سیدۃ النساء حضرت ام المومنین سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا ۲۰ / اپریل کی رات یعنی اتوار اور پیر کی درمیانی شب کو ساڑھے گیارہ بجے دارالہجرت ربوہ میں رحلت فرماگئیں ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔

سال رواں کے آغاز سے ہی حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کی طبیعت بہت ناساز چلی آتی تھی ۔ چلنا پھرنا عملاً متروک ہو چکا تھا ۔ اور آپ عموماً بستر پر ہی رہتی تھیں وسط فروری سے کمزوری بڑھنے لگی ۔ شروع مارچ سے بخار بھی رہنے لگا ۔ اور خوراک بہت کم ہو گئی ۔ مارچ کے آخر میں بیماری نے تشویشناک صورت اختیار کرلی ۔ کمزوری کا دل پر بھی اثر پڑنے لگا اور ساتھ ہی کبھی اسہال اور کبھی قبض کی صورت پیدا ہو گئی ۔ نیز کھانسی آنے لگی ۔ ڈاکٹری معائنہ سے معلوم ہوا کہ گردے میں سوزش ہو گئی ہے ۔ بعدہٗ یوریمیا کی علامات نمایاں ہو گئیں ۔ اور اسہال کی وجہ سے کمزوری اور بڑھ گئی ۔ اپریل کے شروع میں بیماری نے اور خطرناک صورت اختیار کر لی ۔ سانس بے قاعدہ اور رک رک کر آنے لگا ۔ اور ضعف میں باقاعدہ اضافہ ہوتا گیا ۔ ۱۵ / اپریل سے نیم بے ہوشی کی حالت طاری ہو گئی ۔ ۱۸ / اپریل کو رات سخت بے چینی سے گذری ۔ بخار ۱۰۲ درجہ سے بھی بڑھ گیا ۔ ۱۹ / اپریل کی رات نسبتاً آرام سے گذری لیکن دل کی حرکت اور تنفس وغیرہ کی حالت بدستور رہی ۔ بالآخر ۲۰ / اپریل کی شب کو ساڑھے گیارہ بجے الٰہی مقدرات کے تحت آپ کی پاک روح قفس عنصری سے پرواز کرکے جنت النعیم میں مولائے حقیقی سے واصل ہو گئی ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔

حضرت ام المومنین سیدہ نصرت جہاں بیگم رضی اللہ تعالےٰ عنہا دہلی میں ۱۸۶۵ء میں حضرت میر ناصر نواب صاحب رضی اللہ عنہ جو خواجہ میر درد صاحب کی اولاد میں سے تھے کے ہاں پیدا ہوئیں ۔ آپکی والدہ ماجدہ کا اسم مبارک سید بیگم تھا جو مغل خاندان سے تھیں ۔

۱۸۸۴ء میں حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ہوا ۔ حضرت ام المومنین کی ابتدائی تعلیم قرآن کریم اور اردو نوشت و خواند گھر میں ہوئی ۔ آپ ابتداء سے ہی نہایت زیرک و فہیم اور بہت اعلیٰ انتظامی اخلاقی و روحانی صلاحیتوں کی مالکہ تھیں ۔ آپکے مبارک بطن سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی الہامی اور مبشر اولاد پیدا ہوئی ۔ کل دس بچے ہوئے ۔ پانچ صاحبزادے اور پانچ صاحبزادیاں جن میں ایک سیدنا مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود بھی ہیں ۔

ہمارے دل رنج والم اور درد و غم سے لبریز ہیں کہ وہ مقدس وجود جسکو خدا تعالےٰ نے اپنی خدیجہ اور اپنی نعمت قرار دیا جسکو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مقدس خاندان کی بانی قرار دیا ۔ جس کو اس زمانہ کے مامور و موعود اقوام عالم جری اللہ فی حلل الانبیاء مثیل مسیح اور بروز محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت کا فخر حاصل ہوا وہ ہم سے جدا ہو گیا ۔ حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کے وصال سے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے نشانات اور برکات کا سب سے بڑا اور زندہ گواہ ہماری ظاہری آنکھوں سے ہمیشہ کے لئے اوجھل ہو گیا اور ہم ایک شفیق مہربان اور محسنہ ہستی کے براہ راست فیوض سے محروم ہو گئے ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ خدا تعالیٰ حضرت ممدوحہ کو اپنے جوار رحمت میں آپکے مقدس آقا سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پہلو میں اعلیٰ علیین میں جگہ دے ۔ اور آپ کی جسمانی اور روحانی اولاد کیلئے آپ کے فیوض و برکات کو ہمیشہ تک جاری و ساری رکھے ۔ آمین ثم آمین ۔

ادارہ بدر کیطرف سے سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ ، حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ، حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب ، حضرت نواب سیدہ مبارکہ بیگم صاحبہ ، حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ اور خاندان حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دیگر افراد کی خدمت بالخصوص اور تمام احباب جماعت سے بالعموم ہمدردی اور تعزیت کا اظہار کیا جاتا ہے ۔ خدا تعالےٰ ان سب کا حافظ و ناصر ہو اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور سیدۃ النساء حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کے جملہ مقاصد کو پورا کرنے کی جماعت کو توفیق عطا فرمائے ۔ آمین ۔

بھائی عبد الرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے نیا آرٹ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر دارالمسیح قادیان سے شائع کیا ۔

مختلف مقامات میں جلسہ سیرت پیشوایان مذاہب کس طرح منایا گیا

چنتہ کنٹہ (حیدرآباد دکن)

مورخہ ٢٣ مارچ بعد نماز مغرب زیر صدارت مکرم سیٹھ محمد حسین صاحب جلسہ منعقد ہوا۔ جلسہ میں لاؤڈ سپیکر اور مستورات کے لئے پردہ کا خاص انتظام کیا گیا۔ احباب جماعت کے علاوہ غیر مسلم حضرات بھی شریک جلسہ ہوئے۔ جلسہ کی کارروائی تلاوت قرآن مجید اور نظم کے ساتھ شروع ہوئی۔ مکرم معراج احمد صاحب نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیدائش پر تقریر فرمائی۔ اور مولوی عبد الرزاق صاحب ورکوری نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے احسانات و فضائل بیان کئے۔ اس کے بعد خاکسار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات دیگر مذاہب پر کے عنوان پر تقریر کی۔ بعدہٗ بزبان تلنگو مکرم سیٹھ محمد حسین صاحب نے تقریر فرمائی اور جلسہ بخیر و خوبی ختم ہوا۔ حاضری بہت کافی تھی۔

محمد معین الدین سیکرٹری تبلیغ جماعت چنتہ کنٹہ

یاڑی پورہ (کشمیر)

مقررہ تاریخ پر جلسہ پیشوایان مذاہب زیر صدارت مکرم مولوی عبد الواحد صاحب امیر جماعت ہائے احمدیہ کشمیر منعقد ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد مولوی صاحب موصوف نے اس جلسہ کی غرض و غایت بیان فرمائی اور منشی رحمت اللہ خان صاحب نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مقدس زندگی کے حالات بیان کئے۔ اور خاکسار حکیم غلام نبی مبلغ نے آنحضرتؐ کی سیرت کے جلالی واقعات بیان کئے۔ اور مولوی عبد الرحیم صاحب جماعتی نے حضورؐ کی اجمالی سیرت پر روشنی ڈالی۔ مکرم راجہ غلام محمد خان صاحب نے حضرت بدھ اور کرشنؑ کی سیرت کے کچھ واقعات سنائے۔ اس کے بعد ایک پنڈت جی صاحب نے حضرت کرشن جی کا ہر وقت ذکر خدا کرنا بیان کیا۔ پھر مکرم میاں یار محمد صاحب نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا اپنے دشمنوں سے سلوک بتایا۔ پریذیڈنٹ صاحب یاڑی پورہ نے اسلامی تعلیم کی روشنی میں بزرگان دین کی تعظیم بیان کی۔ اور خاکسار نے پیشوایان مذاہب کی متفقہ تعلیم بیان کی۔ آخر پر مکرم صاحب صدر نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا عدل و انصاف اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے معجزات پر مبسوط تقریر فرمائی۔ جلسہ میں احمدی احباب کے علاوہ ١٥ غیر احمدی اور ٢٠ غیر مسلم حضرات بھی شامل ہوئے۔ جلسہ کے اختتام پر حضرت امیر المومنین کی صحت کاملہ کے لئے دعا کی گئی۔ خاکسار حکیم غلام نبی مبلغ کولگام (کشمیر)

بک ڈپو صدر انجمن احمدیہ قادیان

نظارت بیت المال قادیان کی زیر نگرانی صدر انجمن احمدیہ قادیان کے بک ڈپو سے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی کتب مہیا کی جاتی ہیں۔ جس سے تمام احباب کو فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے اس قومی ادارے کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیئے۔

بک ڈپو سے علاوہ کتب۔ قرآن کریم۔ تفسیر کبیر کے اخبار الفضل۔ الحکم۔ البدر۔ رسالہ ریویو آف ریلیجنز اردو و انگریزی اور مصباح وغیرہ کے فائل بھی مل سکتے ہیں۔ ضرورت مند احباب فائدہ اٹھائیں۔

بیرون ہند احباب کی سہولت کے لئے دفتر محاسب پاکستان کے صیغہ امانت "مینیجر بکڈپو صدر انجمن احمدیہ قادیان" کو کھاتہ کھلوا دیا گیا ہے۔ ضرورتمند احباب جو کتب مطلوبہ کی قیمت مینیجر صاحب بکڈپو صدر انجمن احمدیہ قادیان کو براہ راست نہ بھجوا سکتے ہوں وہ مکرم محاسب صاحب صدر انجمن احمدیہ ربوہ کو اس نوٹ کیساتھ بھجوا دیں کہ یہ رقم مینیجر بکڈپو صدر انجمن احمدیہ قادیان کی امانت میں جمع کر دی جائے اور اس رقم کی رسید مینیجر صاحب بکڈپو قادیان کو بھجوا کر مطلوبہ کتب حاصل کر سکتے ہیں۔ ناظر بیت المال قادیان

سیکرٹریان تبلیغ باقاعدہ اپنی ماہوار رپورٹ دفتر میں ارسال فرماتے رہا کریں۔ (ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

سیدۃ النساء حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے وصال پر

مختلف جماعتوں کی طرف سے اظہار تعزیت

قادیان: سیدۃ النساء حضرت ام المومنین اعلی اللہ درجاتہا فی الجنۃ کے وصال پر مرکز میں بہت سے تار اور خطوط اظہار تعزیت کے لئے موصول ہوئے ہیں۔ جن میں سے چند تاروں کا ترجمہ جو ناظر صاحب اعلیٰ قادیان کی خدمت میں موصول ہوئے ہیں درج ذیل کیا جاتا ہے۔

(١) حضرت سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب بذریعہ تار افسوس و رنج کا اظہار کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت ممدوحہ کو بلند ترین مقام جنت میں عطا فرمائے۔

(٢) جناب امیر صاحب جماعت احمدیہ کلکتہ گہرے رنج و افسوس کا اور ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں نیز اطلاع دیتے ہیں کہ نماز جنازہ ادا کر دی گئی ہے۔

(٣) جناب پریذیڈنٹ صاحب جماعت احمدیہ بمبئی حضرت اماں جان رضؓ کی وفات پر گہرے رنج کا اظہار کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اماں جان رضؓ کو دائمی راحت و آرام بخشے۔

(٤) جناب امیر صاحب جماعت احمدیہ یادگیر حضرت اماں جان رضؓ کی وفات پر گہرے رنج کا اظہار کرتے ہیں اور درخواست کرتے ہیں کہ حضرت اقدس علیہ السلام کے خاندان کی خدمت میں اظہار تعزیت کر دیا جائے۔

(٥) جناب حکیم محمد عبید صاحب مبلغ سلسلہ سرینگر اطلاع دیتے ہیں کہ تار ملتے ہی نماز جنازہ کے لئے کشمیر کی دوسری جماعتوں کو اطلاع دے دی گئی۔ اس وفات سے سخت رنج و صدمہ ہوا۔

(٦) حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی سکندرآباد سے بذریعہ تار حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات پر اظہار تعزیت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ہماری محبوب اور بابرکت حضرت اماں جانؓ مقدس وجود ہم سے جدا ہو گئیں انا للہ وانا الیہ [illegible]

مبلغ بلاد عربیہ جناب مولوی محمد شریف صاحب فاضل اور جناب محمد صالح صاحب جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ حیفا اسرائیل کی طرف سے حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کے وصال پر اظہار تعزیت کا تار

مکرم مولوی محمد شریف صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ بلاد عربیہ اور مکرم محمد صالح صاحب جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ حیفا (اسرائیل)، مندرجہ ذیل تار مورخہ ٢٤ کو بنام مکرم ناظر صاحب اعلیٰ بھجواتے ہیں۔

"جماعت ہائے احمدیہ اسرائیل حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی، خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور تمام جماعت ہائے احمدیہ کے ساتھ دلی ہمدردی و تعزیت کا اظہار کرتے ہیں۔"

کتب سلسلہ کا امتحان

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ستمبر ١٩٠١ء میں اشتہار مفید الاخیار کے ذریعہ احباب جماعت کے لئے کتب سلسلہ کے امتحان کی تجویز فرمائی۔ بعد ازاں نظارت تعلیم و تربیت نصاب مشتہرہ کے امتحان کا انتظام کرتی رہی ہے۔ اسی سلسلہ میں آئندہ امتحان نور القرآن حصہ دوم اور توضیح مرام کا ہوگا جو بتاریخ ١٤ ستمبر ١٩٥٢ء بروز اتوار لیا جائیگا۔ توضیح مرام ان کتب میں سے ہے جو ١٩٠١ء میں بطور نصاب مقرر ہوئی تھیں۔ جملہ عہدیداران کا فرض ہے کہ وہ احباب جماعت کو کثرت سے شامل ہونیکی تحریک فرمادیں۔ اور شامل ہونے والے افراد کی فہرست مع ولدیت و مکمل پتہ کے نظارت ہذا میں ارسال فرمادیں۔

ناظر تعلیم و تربیت قادیان

سیدۃ النساء حضرت ام المومنین اعلی اللہ درجاتہا فی الجنۃ کے حضور چند حقیر جذبات کا اظہار

از حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب فاضل ناظر اعلیٰ قادیان

میں ۱۹۰۱ء یا ۱۹۰۲ء میں بچپن میں اپنے گاؤں فیض اللہ چک سے قادیان آیا۔ مجھے میرے ماموں حضرت حافظ حامد علی صاحب رضی اللہ عنہ ساتھ لائے تھے۔ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے حضور پیش کیا تھا۔ میرے والد صاحب کو لوگ کرہ میں ہی فوت ہوئے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت ام المومنین علیہا السلام بخوبی جانتے تھے۔

حضور اقدس علیہ السلام نے میرے پیش ہونے پر میرے سر پر ہاتھ رکھا اور میرے لئے وظیفہ کی سفارش فرمائی۔ اُس وقت تین روپیہ ماہوار سے زیادہ کسی شخص کو بھی وظیفہ نہ تھا۔ لیکن حضرت اقدس علیہ السلام کی شفقت خاص سے اس عاجز کا وظیفہ پانچ روپیہ ماہوار مقرر ہوا۔

میری ممانی (حضرت حافظ حامد علی صاحب کی اہلیہ صاحبہ) حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کی خدمت میں رہتیں۔ اور اُن کا وہیں کھانا پینا اور رہائش تھی۔ میں بھی ابتداء میں ان کی وجہ سے اکثر وہیں رہتا تھا۔ میں نے حضرت اماں جان کا سلوک و احسان جو اپنے متعلق دیکھا اور جو دوسروں کے متعلق مشاہدہ کیا۔ وہ ایک نہ بھولنے والی داستان ہے۔ جس کی یاد میرے ذہن اور قلب پر منقوش ہے۔ اور جس کی وجہ سے ہر وقت میرے دل کی گہرائیوں سے آپ کے لئے اور آپ کی سب اولاد کے لئے دعائیں نکلتی رہتی ہیں۔

جب بھی حضرت اماں جان اپنے کسی صاحبزادہ یا صاحبزادی کو کوئی مٹھائی یا کھانے پینے کی کوئی چیز دیتیں تو اس خادم غلام زادے کو بھی کبھی فراموش نہ کرتیں۔ گو میں بورڈنگ میں رہتا تھا۔ لیکن کثرت سے اور بار بار "الدار" میں آنے اور رہنے کی سعادت ملتی رہتی تھی۔ اور بہت ہی کثرت سے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے تبرک کے کھانے کا بھی موقعہ ملتا تھا۔

میری والدہ جس نے مجھے جنا اس کا دودھ شاید میں نے پیا ہوگا لیکن اس سے زیادہ اس کی پرورش کا مجھے علم نہیں۔ حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا ہی تھیں جنہوں نے مجھے جب میں اپنی ممانی کے ساتھ الدار میں بود و باش رکھتا تھا۔ میری پرورش اور ہر طرح خبرگیری کی۔ یہ احسانات حضرت اماں جان کے صرف مجھ پر ہی نہ تھے بلکہ مجھ جیسے غلاموں کی زندگی کا ہر ہر لمحہ حضرت ممدوحہ کے احسانات کا رہین تھا۔ میری آنکھیں اشکبار ہیں اور دل درد سے بھرا ہوا ہے۔ لیکن سوائے خدائے ذوالجلال کے حضور اماں جان رضی اللہ عنہا اور حضرت ممدوحہ کی اولاد و لواحقین کے لئے دعا اور التجاء کے اور کچھ نہیں کر سکتا۔

میرے دل و دماغ میں اس زمانہ کی پُرسرور یاد ابھی تک تازہ ہے۔ جب حضرت اماں جانؓ کے صحن میں وہاں اسی صحن میں جہاں حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا اپنے ارضی جسم کے ساتھ دوبارہ نہ آئیں گی) میں اور حضرت میر محمد اسحاق صاحب رضی اللہ عنہ اور کبھی صاحبزادگان میں سے کوئی کبڈی کھیلا یا کشتی کیا کرتے تھے۔ اور میری ممانی اس شور و شغب کی وجہ سے مجھے کبھی ڈانٹ بھی دیا کرتیں۔ لیکن حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا ہماری بچپن کی اٹھکیلیوں پر باز پرس نہ فرماتیں۔ مجھے وہ زمانہ بھی یاد ہے جب ہمارے آقا اور خدا تعالیٰ کے پیارے مامور حضرت مسیح موعود علیہ السلام مع حضرت ام المومنین علیہا السلام کے باغ میں تشریف لے جاتے ہم بچے بھی ساتھ ہوتے۔ دونوں آقاؤں کے سامنے ہم درختوں سے شہتوت اور لوکاٹ وغیرہ کے پھل توڑتے اور کھاتے لیکن ہمارے یہ محسن و مہربان اس پر کبھی گرفت نہ کرتے۔ بلکہ بڑی خوشی سے حقیقی خوشی اور راحت محسوس کرتے۔ اور ہم حقیقت میں یہی سمجھتے کہ یہ باغ اور اس کے پھل ہماری ہی ملکیت ہیں۔

حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کی شفقت اور احسان

سیدۃ النساء حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کا روحانی اور اخلاقی کمال

از محترم بزرگ حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی

میں بچہ تھا جب قادیان میں اللہ تعالیٰ مجھے لایا۔ اور اب پچھتر سالہ بوڑھا ہوں۔ میری قریباً ساٹھ سالہ زندگی "الدار" کی ڈیوڑھی کی دربانی میں اور سیدۃ النساء حضرت ام المومنین اعلی اللہ درجاتہا فی الجنۃ کے قدموں میں گذری۔ میں ملک کے طول و عرض میں مختلف اسفار میں حضرت ممدوحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہمرکاب رہا۔ اس عرصہ میں جو کچھ حسن سلوک، عطایا اور انعامات مجھ غلام پر سیدہ اطہرہؓ کی طرف سے ہوئے وہ میرے لئے احاطۂ تحریر میں لانے ناممکن ہیں۔

خدا تعالیٰ نے مجھے غلامی اور یتیم کی حالت میں قادیان کی بستی میں پہنچایا۔ لیکن حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کی توجہات کریمانہ اور احسانات بے پایاں نے مجھے سب غم بھلا دیئے۔ اور وہ اطمینان و سکون اور سہولت و آرام بخشا جو ایک بچہ کو حقیقی ماں کی گود میں بھی میسر نہیں آ سکتا۔

میں نے اپنی ساٹھ سالہ زندگی میں جو حضرت ممدوحہ کے قدموں میں گذاری۔ آپ کو بہترین شفیق، اعلیٰ ترین اخلاق کی مالکہ ہمدرد و تقویٰ شعار اور خدا تعالیٰ کی راہ میں راستباز پایا۔ اور آج جبکہ دنیا کی یہ محسنہ ہم سے جدا ہو گئی ہیں اپنے لمبے تجربہ کی بناء پر یہ کہہ سکتا ہوں کہ جس طرح حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آنحضرت کے اخلاق کا نقشہ بحالت

خلقہ القرآن کے الفاظ میں کھینچا تھا۔

اسی طرح میں حضرت ام المومنین سیدہ نصرت جہان بیگم صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اخلاق کا نقشہ کان

خلقھا کخلق المسیح الموعود کے الفاظ

میں کھینچتا ہوں۔ یعنی حضرت ام المومنین نصرت جہان بیگم کے اخلاق وہی تھے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اخلاق تھے۔ اور آپ کی عادات و اطوار اور سیرت و کردار وہی تھے جو مسیح پاک علیہ الف الف

وہ سلوک صرف میرے بچپن تک ہی محدود نہ رہا بلکہ جب میں قابل شادی ہوا تو میری شادی کے جملہ انتظامات بھی حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمائے اور میرے آرام و سہولت کا ہر طرح خیال فرماتے رہے۔ جو ناز اور اعتماد کسی چہیتے بیٹے کو اپنے حقیقی والدین پر ہو سکتا ہے اس سے بڑھ کر مجھ حضرت اماں جان پر تھا۔ ایک دفعہ کسی تقریب پر حضرت اماں جان نے میری بیوی یا اس کی بہن کو نہ بلایا۔ جس پر وہ روٹھ گئی۔ تو حضرت اماں جان نے ازراہ شفقت خاص طور پر ان کو بلوایا اور دلداری کی۔ میں اس بات کو تحدیث بالنعمت کے طور پر عرض کرتا ہوں کہ بسا اوقات کئی ایک کام جو حضرت اماں جانؓ اپنے دوسرے خدام سے زیادہ عمدگی سے کروا سکتی تھیں اس خادم اور غلام کے سپرد فرماتیں۔ حالانکہ مجھ سے زیادہ اہل موجود ہوتے۔ اسکی وجہ میں یہی سمجھتا ہوں کہ حضرت ممدوحہ پرانے تعلق کو مدنظر رکھتیں۔

میں اس وقت حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کی سیرت اور حالات کے متعلق تفصیل سے کچھ لکھ نہیں سکتا۔ حضرت ممدوحہ کی فرقت نے نڈھال کر دیا ہے۔ آخر میں صرف یہ عرض کرتا ہوں کہ حضرت اماں جان کو میں نے اپنی زندگی میں بہترین اخلاق والی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زوجیت کی بہترین طور پر اہل پایا ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ زمانہ کی مستورات میں صرف یہی وجود تھا۔ جو ہر طرح خدا تعالیٰ کی خدیجہ ــــ اسوہ کی نعمت۔ مقدس خاندان کی بانی۔ اور طالمود اور حدیث شریف کی موعودہ ہونے کی اہل تھیں۔ خدا تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں اور فضل اسی مقدس ہستی اور اس کی مقدس اولاد اور اولاد در اولاد پر ہوں۔ اور خدا تعالیٰ قیامت تک اس کے سلسلہ کو بابرکت و ممتاز رکھے اور آپ کو اپنے مقدس آقا کے پہلو میں اعلیٰ مقام پر جس کی وہ مستحق ہیں فائز فرمائے۔

آمین

صلواۃ و سلام کی زوجہ محترمہ کے ہونے چاہئے تھے۔

جب بچپن میں خدا تعالےٰ کے خاص ہاتھ نے مجھے بت پرست قوم سے نجات دے کر نورِ ایمان و اسلام سے منور کیا۔ تو میری حقیقی والدہ جس نے مجھے جنا تھا۔ اپنی مامتا سے مجبور ہو کر ایک سے زیادہ بار مجھے واپس لے جانے کیلئے قادیان آئی۔ لیکن مجھے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کی غلامی اتنی محبوب اور دلپسند تھی کہ میں نے اس کو ہزار آزادیوں اور آراموں پر ترجیح دی۔ اور جب ایک دفعہ میری والدہ نے بڑی آہ و زاری و الحاح سے مجھے واپسی کے لئے مجبور کرنا چاہا تو میں اس واقعہ کے مطابق جو حضرت زید مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ان کے والدین کو پیش آیا تھا۔ اپنے مقدس آقا کو جس کی غلامی میں میں تھا چھوڑنے سے انکار کر دیا۔ اپنی والدہ کو یہ کہا کہ وہ ذرا اس مقدس اور پُر شفقت ہستی کو تو دیکھے جس کی غلامی پر مومنوں کی تمام جماعت فخر کرتی ہے۔ چنانچہ میری والدہ میری درخواست و اصرار پر سیدۃ النساء حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا سے ملاقی ہوئیں۔ اور تھوڑے سے وقت کی ملاقات سے ہی حضرت ممدوحہ کے اخلاق کریمانہ کی والہ و شیدا ہو کر واپس لوٹیں۔ اور اس بات کا اظہار کرتی گئیں کہ اگر میرا بچہ مجھے چھوڑ کر ایک ایسی مشفقہ اور کریمہ و محسنہ کی غلامی میں آ گیا ہے تو یہ میرے لئے اور میرے خاندان کے لئے کوئی باعث تشویش امر نہیں۔ یہ تھے سیدۃ النساء کے اخلاق فاضلہ۔

اس وقت صدمہ تازہ ہے اور زخم ہرے ہیں اس لئے جذبات میں کھوئے جانے کے باعث اپنے خیالات کو مجتمع نہیں کر سکتا ورنہ بہی حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کی سیرت کے متعلق سردست تحریر کر سکتا ہوں۔ ہاں ایک دو مختصر واقعات احباب کے سامنے پیش کر دیتا ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کے عزلت کے مقدس ایام تھے۔ حضور لاہور میں خواجہ کمال الدین صاحب کے گھر میں فروکش تھے۔ ایک دن بعض دوستوں نے مجھ سے حضرت اقدس علیہ السلام کا تبرک حاصل کرنے کی فرمائش کی۔ میں اپنے آقا کی عتبہ عالیہ پر حاضر ہوا۔ دستک دی۔ اندر سے سیدۃ النساء نے فرمایا "کون ہے"؟ عرض کی حضور خادم دعلام عبد الرحمٰن قادیانی آنے کی غرض دریافت فرمائی جس پر اس عاجز نے عرض کی کہ مسیح پاک کے تبرک کے حصول کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ حضرت اقدس علیہ السلام کے سامنے کھانا چنا ہوا تھا۔ اور حضور مع اہل بیت تناول فرما رہے تھے۔ سیدۃ النساء نے طشت آگے سے اٹھایا اور اس حقیر خادم کو عطا کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود کی موجودگی میں فرمایا۔ کہ بھائی جی آپ تبرک مانگتے ہیں؟ آپ تو خود ہی تبرک ہو گئے ہیں"۔

اللہ! اللہ! حضرت ممدوحہ کی نگاہ لطف نے اس حقیر غلام کو غلام ہوتے ہوئے بھی تبرک بنا دیا۔ محترم قارئین کرام! میں اس موقعہ پر آپ سے التجا کرتا ہوں کہ از راہِ کرم اس نوٹ کو پڑھتے ہوئے بھی اور بعد میں بھی دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالےٰ ان الفاظ کو حقیقت میں بنا دے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد جب حضور کا جسد اطہر بٹالہ سے قادیان لایا جا رہا تھا۔ تو اس خادم کی ڈیوٹی حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کے رتھ کے ساتھ تھی۔ حضرت ممدوحہ اس وقت خاموشی کے ساتھ ذکر و اذکار اور دعاؤں میں مشغول تھیں اور صبر و رضا کا کامل نمونہ پیش فرما رہی تھیں۔ جب رتھ نہر کے پل پر سے گذر کر آگے بڑھی۔ تو حضرت ممدوحہ نے ایک پرسوز اور رقت آمیز آواز سے فرمایا "بھائی جی پچیس سال گذرے میری ڈولی اس سڑک پر سے گذری تھی آج میں بیوگی کی حالت میں اس سڑک پر سے گذر رہی ہوں۔ یہ الفاظ آج بھی میرے کانوں میں گونجتے اور درد پیدا کر رہے ہیں۔ میں بچہ تھا جب والدین اور عزیزوں اور رشتہ داروں کو چھوڑ کر قادیان پہنچا۔ لیکن سیدۃ النساء کی شفقت اور مہربانی کی وجہ سے میں نے اور دوسرے احمدی بھائیوں نے کبھی بھی اپنے آپ کو اکیلا اور یتیم نہیں سمجھا تھا۔ اور اس شفیق ہستی کے طفیل ہم نے سب رشتہ داروں کو بھلا دیا تھا۔ لیکن اب جبکہ حضرت ممدوحہ کی وفات کا حسرتناک واقعہ ہوا ہے۔ ہمارے دل غم سے نڈھال ہو گئے ہیں اور ہم اپنے آپکو پھر یتیم محسوس کرتے ہیں۔

اے خدا تو اس مبارک وجود کو جس کو تو نے اپنی خدیجہ اور اپنی نعمت قرار دیا۔ جس کو تو نے مقدس خاندان کا بانی بنایا جس کے ذریعے سے تو نے پنجتن پاک کا ظہور فرمایا جس کو تو نے مسیح پاک اور بروز محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت کا فخر بخشا اعلیٰ علیین میں مقام بلند و ارفع عطا فرما۔ اور اسکے درجات ہر آن بلند فرماتا چلا جا۔ اسکی اولاد اور لواحقین پر بھی بے شمار رحمتیں اور فضل فرما۔ آمین ثم آمین۔

حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالےٰ عنہا کا اعلیٰ مقام

الہامات حضرت مسیح موعود کی روشنی میں

از مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب فاضل قادیان

آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پیشتر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالےٰ سے اطلاع پا کر آخری زمانہ میں اپنے ظل کامل کے ظاہر ہونے کی خبر دیتے ہوئے فرمایا کہ

یتزوج و یولد لہ

کہ وہ خاص حالات میں شادی کرے گا اور اس کے ہاں مبشر اور نیک اولاد ہو گی۔

چنانچہ خدا کے برگزیدہ کی یہ بات پوری ہوئی۔ اور اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا وقت آن پہنچا۔ اُنیسویں صدی عیسوی کے ربع آخری میں صبح کا ستارہ افق مشرق سے طلوع ہوا۔ جس نے بھولی بھٹکی امت کی بر وقت راہنمائی کی۔

ابھی ۱۸۸۱ء کے ابتدائی ایام تھے کہ خدا کے پاک مسیح اور مہدی کو خدا تعالےٰ کی طرف سے ایک خاص بشارت دی گئی۔ جسے آپ نے بایں الفاظ بیان فرمایا:-

"ایک مرتبہ مسجد میں بوقت عصر یہ الہام ہوا کہ میں نے ارادہ کیا ہے کہ تمہاری ایک اور شادی کروں یہ سب سامان میں خود ہی کروں گا۔ اور تمہیں کسی بات کی تکلیف نہیں ہو گی"۔

اس میں ایک فارسی فقرہ بھی ہے۔

ہرچہ باید نو عروسے را ہماں ساماں کنم
و آنچہ مطلوب شما باشد عطائے آں کنم

اور الہامات میں یہ بھی ظاہر کیا گیا کہ وہ قوم کے شریف اور عالی خاندان ہوں گے۔

چنانچہ ایک الہام میں تھا کہ خدا نے تمہیں اچھے خاندان میں پیدا کیا اور پھر اچھے خاندان سے دامادی کا تعلق بخشا سو قبل از ظہور یہ تمام الہام لالہ شرمپت کو سنا دیا تھا۔ پھر بخوبی اسے معلوم ہے کہ بغیر ظاہری تلاش اور محنت کے محض خدا تعالےٰ کی طرف سے تقریب نکل آئی یعنی نہایت نجیب اور شریف اور عالی نسب ...... بزرگوار خاندان سادات سے یہ تعلق قرابت اس عاجز کو پیدا ہوا۔ اور اس نکاح کے تمام ضروری مصارف تیاری مکان وغیرہ تک ایسی آسانی سے خدا تعالےٰ نے بہم پہنچائے کہ ایک ذرہ بھی فکر کرنا نہ پڑا"۔

(تذکرہ صفحہ ۳۶، ۳۷)

وہ الہامات جن کی طرف حضور نے اپنی اس عبارت میں اشارہ فرمایا ہے۔ خاص طور پر قابل ذکر یہ خدا تعالےٰ نے فرمایا:-

"اشکر نعمتی رأیت خدیجتی
میرا شکر کر کہ تو نے میری خدیجہ کو پایا"

نیز یہ الہام کہ

"الحمد للّٰہ الذی جعل لکم الصہر و النسب۔

"خدا سچا خدا ہے جس نے تمہارا دامادی کا تعلق ایک شریف قوم سے جو سید تھے کیا۔ اور خود تمہاری نسب کو شریف بنایا جو فارسی خاندان اور سادات سے معجون مرکب ہے"۔

(تذکرہ صفحہ ۳۶)

انہی امور کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضور نے تحریر فرمایا "سو چونکہ خدا تعالےٰ کا وعدہ تھا کہ میری نسل میں سے ایک بڑی بنیاد حمایت اسلام کی ڈالے گا اور اس میں سے وہ شخص پیدا کرے گا جو آسمانی روح اپنے اندر رکھتا ہو گا۔ اس لئے اُس نے پسند کیا کہ اس خاندان کی لڑکی میرے نکاح میں لاوے۔ اور اس سے وہ اولاد پیدا کرے جو ان نوروں کو جن کی میرے ہاتھ سے تخم ریزی ہوئی ہے۔ دنیا میں زیادہ سے زیادہ پھیلاوے۔ یہ عجیب اتفاق ہے کہ جس طرح سادات کی دادی کا نام شہر بانو تھا۔ اسی طرح میری بیوی جو آئندہ خاندان کی ماں ہو گی اس کا نام نصرت جہاں بیگم ہے۔ یہ تفاؤل کے طور پر اس بات کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے تمام جہان کی مدد کے لئے میرے آئندہ خاندان کی بنیاد ڈالی۔ یہ خدا تعالےٰ کی عادت ہے کہ کبھی ناموں میں بھی اس کی پیشگوئی مخفی ہوتی ہے۔

(تذکرہ صفحہ ۳۷ حاشیہ)

(باقی ملاحظہ ہو صفحہ ۱۲ کالم ۴ پر)

رپورٹ جلسہ مناقب حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا

منعقدہ مورخہ ۲۲/۴/۵۲ قادیان

ربوہ سے افسوسناک اطلاع آنے پر کہ سیدۃ النساء حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا مورخہ ۲۰/۲۱-۴-۵۲ کی درمیانی شب اپنے مولیٰ حقیقی کے پاس چلی گئی ہیں۔ اور کہ ربوہ میں نماز جنازہ نو بجے (پاکستانی وقت) ہوگی۔ مقامی طور پر یہ اعلان کیا گیا تھا کہ تمام درویشان نماز جنازہ کے لئے ٹھیک دس بجے مسجد اقصیٰ میں جمع ہو جائیں۔ چنانچہ ٹھیک دس بجے حضرت مولوی عبد الرحمٰن صاحب امیر مقامی قادیان نے نماز جنازہ غیب پڑھائی۔ اور بعدہٗ حضرت اماں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مناقب حسنہ اور برکات و فیوض کے تذکرہ کے لئے ایک مختصر سا اجلاس کیا گیا۔ جس کی صدارت بھی امیر صاحب محترم نے فرمائی۔ مکرم حافظ الدین صاحب نے سورت احزاب کے پہلے رکوع النبیّ اولیٰ بالمؤمنین من انفسھم و ازواجہ امھاتھم کی تلاوت کی اور مکرم حافظ عبد الرحمٰن صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظم "اک نہ اک دن پیش ہوگا تو فنا" کے سامنے پڑھ کر سنائی۔ بعدہٗ مکرم مولوی برکات احمد صاحب بی۔ اے کا لکھا ہوا مضمون بعنوان "حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کی سیرت کا تاریخی پہلو" میر رفیع احمد صاحب نے پڑھ کر سنایا اس کے بعد چوہدری محمود احمد صاحب مبشر کی تیار کردہ نظم ملک بشیر احمد صاحب ناصر نے دردناک لہجہ میں پڑھ کر سنائی۔ جس سے تمام درویشان کے دل بھر گئے اور ہر شخص زار و زار رونے لگا۔ نظم کے خاتمہ پر مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب فاضل نے حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کا مقام الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی روشنی میں بیان کرتے ہوئے بتایا کہ اس قیمتی اور بابرکت وجود کے بارہ میں آج سے ساڑھے چودہ سو سال پیشتر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ میرا بروز کامل یتزوج و یولد لہ۔ کہ وہ شادی کرے گا اور اس کے ہاں مبشر اولاد ہوگی۔ پھر خود حضرت مسیح پاک علیہ السلام کو غیر معمولی حالات میں اعلےٰ خاندان میں رشتہ ہونے اور اُس سے صالح اور مبشر اولاد کے پیدا ہونے کی بشارات دی گئیں۔ حتیٰ کہ حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا جب اس جہان فانی سے رخصت ہوئیں تو نہ صرف آپ کے روحانی بیٹے کثیر تعداد میں موجود ہیں۔ بلکہ آپ کے جسمانی بیٹے ستاروں کی طرح چمک رہے ہیں۔ اور انہیں میں ایک وہ عالی مرتبت بیٹا بھی ہے جسے خدا نے مصلح موعود بنایا۔ اس کے ذریعہ دین اسلام پھر سے اپنے کمال کو پہنچ رہا ہے۔ اور اکناف عالم میں اس کی تبلیغ پہنچ رہی ہے۔ بعدہٗ مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل نے حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کے فیوض و برکات کا مفصل طور پر ذکر فرمایا۔ اور بتایا کہ جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ظل ہیں اسی طرح حضور علیہ السلام کی زوجہ بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ازواج کی ظل ہیں۔ چنانچہ خدا کے پاک الہام میں حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کو خدیجتی کے مبارک الفاظ سے ذکر کیا گیا ہے جس کا مطلب یہی ہے کہ جس طرح سادات کا سلسلہ حضرت خدیجہ رضؓ کے بطن سے چلا۔ اُسی طرح آئندہ خاندان کا سلسلہ حضرت ام المومنین کی نسل سے چلے گا۔ وغیرہ وغیرہ۔

تقریر کے اختتام پر مکرم مولوی عبد القادر صاحب دانش نے اپنی خود تیار کردہ نظم پیش کی۔

اس نظم کے بعد مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے نے حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کے مناقب کا ذکر مختلف پہلوؤں سے بیان کرتے ہوئے بتایا کہ آپ کا وجود ہر رنگ میں ہمارے لئے باعث تسکین و اطمینان تھا۔ اور دن رات تمام جماعت کے لئے دعائیں کرتی رہتی تھیں۔ مگر افسوس کہ اب ہم اس مقدس وجود سے محروم ہو گئے ہیں۔ آخر میں مکرم ملک صاحب نے ۱۹۴۸ء کے جلسہ سالانہ پر ارسال کردہ حضرت اماں جان کا پیغام بنام درویشان قادیان پڑھ کر سنایا جس کو سُن کر تمام درویشان کے دل درد سے بھر گئے اور سب کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔ مکرم ملک صاحب کی تقریر کے ختم ہونے پر عبد الرحیم صاحب خادم نے اپنی تیار کردہ نظم پیش کی۔

محترم صاحب صدر نے صدارتی تقریر میں بتایا کہ میرا دل تو چاہتا تھا کہ اس تمام حسن سلوک کا ذکر مختصر رنگ میں کرتا جو خاص طور پر میری ذات کے ساتھ حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کا تھا جبکہ میں نہایت چھوٹی عمر میں ان کے قدموں میں حاضر ہوا اور اس وقت سے اب تک سی جگہ ہوں مگر وقت اسکی اجازت نہیں دیتا کسی دوسرے وقت میں اگر ممکن ہوا تو پیش کر دیا جائیگا۔ ہاں اتنا ضرور کہنا چاہتا ہوں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ انسان فوت ہو جاتا ہے مگر تین آدمی ہیں جنکے تین قسم کے عمل ختم نہیں ہوتے۔ بلکہ اُسکی وفات کے بعد بھی اُن کا ثواب جاری رہتا ہے۔ اول۔ صدقہ جاریہ۔ دوم کوئی علم جس سے فائدہ حاصل کیا جائے۔ سوم نیک اولاد جو مرنے کے بعد اپنے والدین کے حق میں دعا کرتی رہے۔ پس اگر ہم کہتے ہیں حضرت اماں جان ہماری روحانی ماں ہیں اور یقیناً ایسی ہی ہے تو ہمارا فرض ہے کہ ہم دن رات اُن کے حق میں دعائیں کریں۔ خدا اُن کے درجات کو بلند کرے اور اُن کے بیٹے اور ہمارے آقا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی ہدایات اور ارشادات کے ماتحت خدمت دین بجالانے کی توفیق ملتی رہے۔

اس کے بعد حضرت امیر صاحب نے ایک لمبی دعا کی اور تمام حدود لیشان غم و اندوہ کے جذبات سے پُر اپنے مکانوں کیطرف واپس لوٹے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

خاکسار بدر الدین عامل جنرل سیکرٹری لوکل انجمن احمدیہ قادیان

بقیہ صفحہ حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کا مقام

پھر ایک اور مجموعی الہام جو حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عقد نکاح میں آنے اور آپؑ کے وصال کے وقت کے حالات کو ظاہر کرتا ہے یہ ہے:

"بکرٌ و ثیبٌ"

اس دو لفظی الہام میں دو بڑے بڑے غیر معمولی واقعات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ چنانچہ الہام کے پہلے لفظ میں اسبات کی خبر دی گئی کہ خدا تعالیٰ اپنی خاص قدرت کے ماتحت ایک باکرہ خاتون کو آپ کے عقد نکاح میں لا دے گا۔ چنانچہ یہ حصہ الہام ۱۸۸۴ء میں پورا ہوا۔ جبکہ حضرت ام المومنین کا نکاح حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ہوا۔ اور آپؓ کو خدا کے مقدس مسیح کی رفیقہ حیات بننے کی سعادت نصیب ہوئی لیکن اس کے ساتھ الہام کے دوسرے حصہ میں یہ اطلاع دی گئی۔ کہ یہی باکرہ ایک وقت میں ثیب رہ جائے گی۔ چنانچہ ۱۹۰۸ء میں جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وصال ہوا تو الہام الٰہی کی یہ شق بھی آپؓ کی ذات میں پوری ہو گئی۔

حضرت بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی جنہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کی رتھ کے ساتھ آنے کا موقعہ ملا بیان فرماتے ہیں کہ حضرت اماں جانؓ بٹالہ سے قادیان تک کے سفر میں بالکل خاموش آئیں مگر جب نہر کے پل پر رتھ پہنچی تو آپؓ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ "بھائی جی! آج سے پچیس سال پیشتر اسی رستہ میری ڈولی گذری تھی۔ اور آج اسی رستہ میں بیوگی کی حالت میں قادیان واپس جا رہی ہوں"۔ گویا الہام الٰہی کا دوسرا حصہ حضرت اماں جانؓ کی اس بات سے لفظاً بلفظاً پورا ہوا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات میں متعدد جگہ حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کے حق میں خدا تعالےٰ کی خاص معیت کا ذکر پایا جاتا ہے۔ جن کے مجموعی الفاظ یہ ہیں:۔
"انی معک و مع اھلک" اور خاص طور پر یہ الہام بھی کہ "انی معک و مع اھلک ھٰذہ" (تذکرہ صفحہ ۲۹۱)

ان میں ان تمام اختلافات کا قطعی طور پر فیصلہ ہو جاتا ہے۔ جو خلافت ثانیہ کے آغاز میں اہل پیغام کیطرف سے پیش کئے گئے اور خدا کی فعلی شہادت نے حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کے وجود باجود کو مرکز قادیان سے وابستگان کے زمرہ میں شامل کر کے یہ بتا دیا کہ خدا کی معیت اور اس کی تائید اُسی گروہ کے حق میں ہے جو خدا کے رسول کے دائمی تخت گاہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

پھر حضرت مسیح موعودؑ کے وصال پر بطور تعزیت قبل از وقت مندرجہ ذیل الہامات ہوئے۔ جنکی تشریح خود حضرت اقدسؑ نے اس طرح فرمائی
"یا ایھا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم" اس میں تفہیم یہ ہوئی کہ اے اہلبیت کبھی دوسرے کو نکبہ گاہ مت بناؤ وہی خدا تیرا متکفل اور رازق ہے جس نے تجھے پیدا کیا۔ پھر الہام ہوا یا ایھا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم ترجمہ یہ ہے کہ اے اہل بیت خدا سے ڈرو اور اسکی مرضی کے خلاف کوئی کام نہ کرو اور نہ کوئی بات منہ سے نکالو وہی خدا ہے جس نے تمہیں پیدا کیا اور پھر میری طرف سے بطور حکایت الہام ہوا۔ اے میرے اہل بیت خدا تمہیں شر سے محفوظ رکھے۔ (تذکرہ صفحہ ۶۷۹ و ۶۸۰)

پس وہ مقدس وجود جس کے متعلق سالہا سال پیشتر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی اور جسے خدا کے رسول کی زوجیت کا شرف حاصل ہوا اور خدائی الہامات میں اس کا بار بار ذکر کیا گیا بلاشبہ وہ بڑا مجسم خیر و برکت اور لطف تھا خدا آپؓ کے درجات کو اور بلند کرے آپ کی اولاد کو تا دیر ہمارے سروں پر سلامت رکھے کہ وہ آپ کی مقدس یادگار اور زندہ خدا کا زندہ نشان ہے۔ اللّٰھم آمین۔

سیدۃ النساء حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا

از جناب ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

سیدۃ النساء حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کی وفات حسرت آیات کا صدمہ جانکاہ خاندان اور جماعت احمدیہ کو برداشت کرنا پڑا ہے۔ آپؓ ایسے خاندان سے تعلق رکھتی تھیں کہ جو تاریخی لحاظ سے نسلاً بعد نسل بہت ہی ممتاز چلا آتا تھا۔ اور پھر آخر میں آپ کے خاندان کے بزرگ حضرت خواجہ میر درد رحمۃ اللہ علیہ ہوئے ہیں کہ جو دینی لحاظ سے بہت بلند پایہ شہرت کے مالک تھے۔ حضرت اماں جانؓ کے والد بزرگوار کو خدا تعالیٰ نے وہ شرف بخشا کہ جس کی نظیر گذشتہ ساڑھے تیرہ صدیوں میں نہیں پائی جاتی۔ آپؓ کے دونوں بیٹے بھی اعلیٰ درجے کے صحابی علم باعمل تھے۔ حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا ایسی اولاد کی والدہ تھیں کہ جو تمام کی تمام مبشر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بروز مسیح زمان کا شرف زوجیت بخشا۔ اس نبی آخرالزمان کا مرتبہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے واضح ہوتا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ یدفن معی فی قبری۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ خود بھی فرماتے ہیں۔ من فرق بینی وبین المصطفیٰ فما عرفنی ومارانی۔ اسی طرح خدا تعالیٰ نے آپ کے متعلق آپ کے مرتبہ کے اظہار کے لئے جو الہامات فرمائے ان میں چند ایک درج ذیل ہیں۔

الارض والسماء معک کما ھو معی۔ انت منی بمنزلۃ توحیدی وتفریدی۔ دنیٰ فتدلّٰی فکان قاب قوسین اوادنیٰ۔ لو کان الایمان معلقًا بالثریا لنالہٗ۔ جری اللہ فی حلل الانبیاء۔ جری اللہ فی حلل المرسلین وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعٰلمین۔ انی متوفیک ورافعک وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الیٰ یوم القیٰمۃ۔ انت منی بمنزلۃ لا یعلمہا الخلق۔ انت منی بمنزلۃ عرشی۔ انت وارثہٗ فکیف یترکک۔ انت مدینۃ العلم۔ وانت اسمی الاعلیٰ۔ انت منی بمنزلۃ اولادی۔ انت منی بمنزلۃ بروزی۔ ظہورک ظہوری۔ سرّک سرّی۔ انت بمنزلۃ روحی۔ انت منی بمنزلۃ سمعی۔

ترجمہ: زمین و آسمان تیرے ساتھ اسی طرح ہیں جس طرح میرے ساتھ ہیں۔ تو مجھ سے بمنزلہ میری توحید و تفرید کے ہے۔ (خدا سے) نزدیک ہوا۔ پھر (خلقت پر) اترا۔ اس طرح دو قوسوں کے لئے ایک ہی وتر ہوگیا۔ اور اگر ایمان ثریا پر معلق ہوتا تو اُسے پا لیتا۔ اللہ تعالیٰ کا پہلوان انبیاء و مرسلین کے لباسوں میں۔ اور ہم نے تجھے تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے یقیناً میں تجھے طبعی موت دوں گا۔ اور تجھے عزت دوں گا۔ اور ان لوگوں کو جو تیرے پیرو ہو نگے نہ ماننے والوں پر قیامت کے روز تک غالب رکھونگا۔ تو مجھ سے اُس درجے پر ہے کہ جسے مخلوق نہیں جانتی۔ تو مجھ سے بمنزلہ میرے عرش کے ہے۔ تو اُس کا وارث ہے (یعنی خدا کا) پھر وہ تجھے کیونکر چھوڑ دے۔ تو علم کا شہر ہے اور تو میرا بلند پایہ نام ہے تو مجھ سے بمنزلہ میری اولاد کے ہے۔ تو مجھ سے بمنزلہ میرے بروز کے ہے۔ تیرا ظہور میرا ظہور ہے۔ تیرا بھید میرا بھید ہے۔ تو مجھ سے بمنزلہ میری روح کے ہے۔ تو مجھ سے بمنزلہ میرے کان کے ہے (علاوہ ازیں آپ کو حجر اسود بھی قرار دیا گیا ہے)۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت مسیح موعودؑ کے تزوج اور آپؑ کے باولاد ہونے کی خبر یتزوج ویولد لہٗ میں بیان فرمائی تھی۔ اور یہ ظاہر ہے کہ نیک اولاد کی خبر ہی دی گئی تھی۔ ورنہ اگر اولاد مبشر و صالح نہ ہونی تھی تو اس خبر کا کوئی مطلب نہ تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو شادی سے تین چار سال قبل فرمایا۔ الحمد للہ الذی جعل لکم الصھر والنسب کہ وہ خدا قابل تعریف ہے کہ جس نے آپ کا دامادی کا تعلق ایک شریف قوم سے کیا۔ اور پھر انہی ایام میں الہام فرمایا کہ "میں نے ارادہ کیا ہے کہ تمہاری ایک اور شادی کروں یہ سب سامان میں خود ہی کروں گا اور تمہیں کسی بات کی تکلیف نہیں ہوگی"۔

اور یہ بھی الہام فرمایا:۔

ہرچہ باید نو عروسے را ہماں ساماں کنم
وانچہ مطلوب شما باشد عطائے آں کنم

اس رشتہ کے بارے میں حضور تریاق القلوب میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"اس پیشگوئی کو دوسرے الہامات میں اور بھی تصریح سے بیان کیا گیا ہے یہاں تک کہ اس شہر کا نام بھی لیا گیا تھا جو دہلی ہے۔ اور یہ پیشگوئی بہت سے لوگوں کو سنائی گئی تھی۔۔۔۔۔۔ اور جیسا کہ لکھا گیا تھا ایسا ہی ظہور میں آیا کیونکہ بغیر سابق تعلقات قرابت اور رشتہ کے دہلی میں ایک شریف اور مشہور خاندان سیادت میں میری شادی ہوگئی۔۔۔۔۔ سو چونکہ خدا تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ میری نسل میں سے ایک بڑی بنیاد حمایت اسلام کی ڈالے گا اور اس میں سے وہ شخص کریگا جو آسمانی روح اپنے اندر رکھتا ہوگا۔ اس نے اس نے پسند کیا کہ اس خاندان کی لڑکی میرے نکاح میں لاوے اور اس سے وہ اولاد پیدا کرے جو ان نوروں کو جن کی میرے ہاتھ سے تخم ریزی ہوئی ہے دنیا میں زیادہ سے زیادہ پھیلادے۔ اور یہ عجیب اتفاق ہے کہ جس طرح سادات کی دادی کا نام شہر بانو تھا اسی طرح میری یہ بیوی جو آئندہ خاندان کی ماں ہوگی۔ اس کا نام نصرت جہاں بیگم ہے۔ یہ تفاؤل کے طور پر اس بات کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے تمام جہان کی مدد کے لئے میرے آئندہ خاندان کی بنیاد ڈالی ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کی عادت ہے کہ کبھی ناموں میں بھی اس کی پیشگوئی مخفی ہوتی ہے"۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات میں کثرت کے ساتھ حضرت اماں جانؓ کا خاص طور پر ذکر فرمایا ہے۔ انعامات الٰہیہ ہمیشہ ظرف کے مطابق ہوتے ہیں۔ اور یہ الہامات حضرت ممدوحہ کے ظرف عالی کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے وفات کے قریب بھی حضرت اقدسؑ کو ۱۴ کو فرمایا کہ الحمد للہ الذی جعل لکم الصھر والنسب جس سے اس رشتہ کی قدر و منزلت کا علم ہوتا ہے۔ مزید بعض الہامات درج ذیل ہیں:۔

(۱) ۱۹ انی معک ومع اھلک ومع کل من احبّک

یعنی میں تیرے ساتھ اور تیرے اہل کے ساتھ اور تیرے سارے محبوں کے ساتھ ہوں۔

(۲) ۱۹:۔ لا تقوموا ولا تقعدوا الا معہٗ۔ لا تردوا اموردٗ الا معی انی معک ومع اھلک۔

یعنی تم نہ کھڑے ہو اور نہ بیٹھو مگر اس کے ساتھ۔ تم نہ وارد ہو کسی مورد پر مگر میرے ساتھ میں تیرے ساتھ اور تیرے اہل کے ساتھ ہوں۔

(۳) ۲ یا آدم اسکن انت وزوجک الجنۃ۔ یا احمد اسکن انت وزوجک الجنۃ انی معک ومع اھلک۔ یعنی اے آدم اور[۲]

(۴) ۲۲ کو پھر ۳ کو پھر ۲ کو اور پھر ۱۳ کو یہ الہام ہوا انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا۔ یعنی اے اہل بیت! اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم سے گند دور کردے اور تمہیں اچھی طرح پاک کردے۔

(۵) ۹ ۱:۔ انی معک ومع اھلک لکم البشریٰ فی الحیٰوۃ الدنیا۔ یعنی میں تیرے ساتھ اور تیرے اہل کے ساتھ ہوں۔ تمہارے لئے اس ورلی زندگی میں بشارت ہے۔

امہات المومنین جسمانی والدہ تو نہیں ہوتیں۔ اُنہیں اس نام سے اللہ تعالیٰ کا یاد کرنا ہمیں اس حقیقت کی طرف متوجہ کرتا ہے کہ والدہ جس طرح اپنی اولاد کی تربیت کا فی حد تک کرتی ہیں اُسی طرح اہلبیت نبی کو یہ موقعہ ملتا ہے کہ نبی کی معاشرت کے ایک حصہ کو یعنی خانگی زندگی۔ تربیت اولاد وغیرہ کو اسوہ کے رنگ میں ظاہر کریں۔ اس لئے حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا جیسے ہمارے لئے اسوہ تھیں اپنی زندگی میں اُسی طرح آپ کے اخلاق فاضلہ کا ذکر ہماری زندگیوں کی اصلاح کے لئے از بس ضروری ہے۔ آپ کی زندگی ایک مثالی زندگی تھی۔ ایمان۔ نبی کی اطاعت۔ قربانیاں۔ صبر و استقلال۔ خدام و اقارب اور قیدیوں سے حسن سلوک۔ بچوں کی حسن تربیت، ان سے شفقت۔ غرباء پروری۔ خدام کی خدمت کی قدر۔ ان کی دلجوئی۔ وغیرہ بے شمار ایسے اخلاق و شمائل سے آپ کی ساری زندگی بھری پڑی ہے۔ ان میں سے چند ایک کا ذکر میں بیان کر دیتا ہوں۔ گو سیرت حضرت ام المومنینؓ میں بالاستیعاب ان امور کا ذکر پایا جاتا ہے (اللہ تعالیٰ مکرم شیخ محمود احمد صاحب عرفانی کو اس شاہکار کی جزا خیر دے۔ آمین) لیکن حضرت ام المومنینؓ کے وسیع اخلاق کو مکمل طور پر قلمبند کرنے پر قادر ہونا اسی طرح ناممکن ہے جس طرح دریا کو کوزہ میں بند کرنا۔ اگر حضرت عرفانی صاحب کبیر توجہ فرما کر ایک جلد مزید نئے واقعات پر مشتمل شائع فرمادیں تو از حد فائدہ ہوگا۔ بعد میں یہ موقعہ ملنا ناممکن ہوگا۔ میں بھی ذیل میں جو واقعات درج کرنے لگا ہوں اُن کا بیشتر حصہ نیا ہے۔ اور آپؓ کی وفات کی خبر آنے کے بعد جمع کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے الہامات میں حضرت ام المومنینؓ کو خدیجہ قرار دیا ہے جس سے یہ عیاں ہے کہ آپ اخلاق و شمائل میں حضرت خدیجہؓ اہلبیت حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی مماثل تھیں۔ تھوڑی سی مماثلت کا ذکر خالی از فائدہ نہ ہوگا۔ آنحضرت صلعم پر جب غار حرا میں پہلی وحی کا نزول ہوا۔ تو بار گراں سے گھبرا کر حضرت خدیجہؓ کے گھر تشریف لائے

بقیہ ص [illegible] پر

[۲] اے احمد تو اور تیری بیوی جنت میں رہو۔ میں تیرے ساتھ اور تیرے اہل کے ساتھ ہوں

تو دریافت کرنے پر حضورؐ نے فرمایا کہ مجھے اپنی جان کے متعلق خوف ہے۔ تو حضرت خدیجہؓ نے کہا۔

کلا واللہ ما یخزیك اللہ ابدًا انك لتصل الرحم وتحمل الکل وتکسب المعدوم وتقری الضیف وتعین علٰی نوائب الحق۔

کہ اللہ تعالےٰ ہرگز آپ کو ذلیل نہ کرے گا۔ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں۔ اور معذوروں کا بوجھ برداشت کرتے ہیں۔ اور ناپید اور معدوم اخلاق کے حامل ہیں اور مہمان نوازی کرتے ہیں اور حق کیوجہ سے جو مصائب کا نشانہ بنائے جاتے ہیں۔ آپ ان کی اعانت کرتے ہیں اور مہمانوں کی مہمان نوازی کرتے ہیں۔ بے شک یہ حضور صلعم کے اخلاق مطہرہ کا ذکر ہے۔ لیکن اس میں کیا شک ہے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خدیجہؓ ایک تو حضور صلعم کے اخلاق کا ازدواجی زندگی میں پندرہ سال تک گہری نظر سے مطالعہ کرتی رہیں۔ دوسرے باقی دنیا کی اخلاقی گراوٹ کا بھی ان کو پورا مطالعہ تھا۔ اور وہ صمیم قلب سے اس امر پر یقین کئے ہوئے تھیں۔ کہ حضور صلعم کے اخلاق وعادات ساری دنیا سے نرالے ہیں۔ بے عیب ہیں اور تقویٰ وطہارت کے پورے طور پر آئینہ دار ہیں۔ تیسرے یہ کہ حضرت ممدوحہؓ کو طبعًا اخلاق رذیلہ سے نفرت اور اخلاق فاضلہ سے محبت تھی۔ ورنہ اس محبت سے ان نیک اخلاق کا ذکر نہ فرماتیں۔ تاریخی طور پر یہ ثابت ہے کہ آپؓ ایمان میں سبقت کرنے والوں میں تھیں۔ اور آپ پر کبھی کوئی زمانہ نہیں آیا کہ آپ حضور صلعم سے لمحہ بھر کے لئے بھی مذہبی لحاظ سے جُدا ہوئی ہوں۔ بلکہ تن من دھن سے حضور صلعم پر نثار رہیں۔ اور جیسے جسمانی لحاظ سے آپؓ زوجیت میں تھیں اُسی طرح روحانی طور پر بھی آپ زوج تھیں۔ تیرہ سو سال بعد آنحضرت صلعم اور آپ کی زوجہ ممدوحہ کا بہترین اُسوہ اللہ تعالےٰ نے ہمیں حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت ام المومنینؓ کے مبارک وجودوں میں دکھایا۔ اور یہ اُسوہ ہمیشہ دنیا کے سامنے ایک زندہ مثال کی شکل میں قائم رہیگا۔

سبقت بالایمان اور بے مثال ایمان

حضرت خدیجہؓ کی طرح حضرت ام المومنینؓ پر بھی کبھی ایسا وقت نہیں آیا کہ آپ دینی لحاظ سے لمحہ بھر کے لئے جُدا ہوئی ہوں حالانکہ وہ وقت بھی تھا کہ جب آپؓ کے والد ماجد کچھ عرصہ تک ایمان نہ لائے بلکہ مخالف سلسلہ بھی رہے۔ آپ کے ایمان کے علو مرتبت کا اس واقعہ سے علم ہوتا ہے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ نے آپؓ سے دریافت کیا کہ آپ توجہ سے کس امر کے لئے دعا کر رہی تھیں تو فرمانے لگیں کہ اس امر کے لئے کہ حضور کی پیشگوئی محمدی بیگم کے ساتھ نکاح والی پوری ہو جائے۔ چونکہ سوت کا آنا عورت کے لئے تکلیف کا موجب ہوتا ہے۔ کہ خاوند کی توجہ کئی جگہ بٹ جاتی ہے۔ اس لئے حضرتؑ نے دریافت فرمایا کہ آپ کو اس سے تکلیف نہ ہوگی تو فرمانے لگیں کہ تکلیف تو ہوگی لیکن میری خواہش ہے کہ آپ کے منہ سے نکلی ہوئی اللہ تعالےٰ کی بات پوری ہو۔

الہامات میں بھی حضرت اماں جانؓ کے اعلیٰ ایمان کا ذکر موجود ہے۔ اللہ تعالےٰ نے ان کو بار بار میری خدیجہ کہہ کر ذکر کیا ہے اور اپنی معیت کا وعدہ دیا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے۔ اذکر نعمتی رئیت خدیجتی اور پھر فرماتا ہے۔ انی معك و مع اھلك و مع کل من احبك۔ الہام ۲۶ مئی ۱۹۰۷ اور ۱ جون ۱۹۰۷ کو الہام فرمایا انی مع الروح معك و مع اھلك۔ ترجمہ تو میری نعمت کو یاد کر کہ تو نے میری خدیجہ کو دیکھا۔ میں تیرے ساتھ اور تیرے اہل کے ساتھ اور تیرے تمام محبّوں کے ساتھ ہوں۔ میں مع جبرائیل تیرے ساتھ اور تیرے اہل کے ساتھ ہوں۔

اور جیسا کہ اوپر گذر چکا ہے حضرت اقدس کی وفات کے الہامات کے ساتھ ساتھ حضورؑ کے اہل بیت کو اپنی معیت کا وعدہ دے کر اللہ تعالےٰ نے صبر واستقامت کی تلقین فرمائی ہے۔ اللہ تعالےٰ نے ۱۹۰۷ کی ایک رویا میں حضرت اماں جانؓ کے اعلیٰ ایمان کا ان الفاظ میں ذکر فرمایا ہے۔ حضورؑ تحریر فرماتے ہیں:-

> "خواب میں میں نے دیکھا کہ میری بیوی مجھے کہتی ہے کہ میں نے خدا کی مرضی کے لئے اپنی مرضی چھوڑ دی ہے۔ اس پر میں نے اُن کو جواب میں یہ کہا کہ اسی سے تو تم پر حُسن چڑھا ہے"۔

انسان جس کا ایمان پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچا ہوتا بسا اوقات اپنے عزیز ترین قریبی کی وفات پر جزع فزع کرنے بیٹھ جاتا ہے۔ لیکن حضرت اماں جانؓ نے حضرت اقدسؑ کی وفات پر جو کمال صبر کا نمونہ دکھایا وہ ہمارے لئے اُسوہ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ایمان وعرفان کے اس اعلےٰ مقام پر فائز تھیں کہ جہاں انسان مشیّت الٰہی سے مسالمت تامّہ رکھتا ہے اور جس کے پائے ایمان کو کوئی بڑی سے بڑی مصیبت بھی لغزش نہیں دے سکتی۔ باوجود شدید اختلاف کے اور اہل بیت کی مخالفت کے مصنف مجدّدِ اعظم بھی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:-

> "حضرت اقدس کی زوجہ محترمہ نے اس وقت صبر جمیل کا وہ اعلیٰ نمونہ دکھایا کہ جس سے حضرت اقدسؑ کی قوتِ قدسی کا پتہ لگتا ہے۔ حضرت کی بیماری کے دوروں میں آپ برابر چارپائی کے پاس برقعہ اوڑھے بیٹھی رہیں اور دعا کرتی رہیں اور کبھی سجدہ میں گر جاتیں اور بار بار یہی کہتی تھیں۔ کہ اے حی وقیوم خدا اے میرے پیارے خدا۔ اے قادر مطلق خدا۔ اے مردوں کو زندہ کرنے والے خدا تو ہماری مدد کر۔ اے وحدہٗ لاشریک خدا میرے گناہوں کو بخش میں گنہگار ہوں۔ اے میرے مولا میری زندگی بھی ان کو دے دے۔ میری زندگی کس کام کی ہے یہ تو دین کی خدمت کرتے ہیں۔ بارہا آپؓ کی زبان پر یہی کلمات تھے اور آخر جب حالت بالکل نازک ہوگئی تو فرمایا۔
>
> اے پیارے خدا یہ تو ہمیں چھوڑتے ہیں مگر تو نہ ہمیں چھوڑیو۔ اور حضرت اقدسؑ کی وفات پر آپؓ نے کسی قسم کا جزع فزع نہیں فرمایا۔ اور جب دیگر مستورات نے رونا شروع کیا تو آپ نے جھڑک دیا کہ میرے تو وہ خاوند تھے جب میں نہیں روتی تو تم رونے والی کون ہو۔ غرضیکہ صبر واستقلال کا اعلیٰ درجہ کا نمونہ دکھلایا"۔

صلہ رحمی

اقارب سے آپؓ اعلیٰ سلوک فرماتی تھیں۔ آپ کی ساری زندگی اس پر شاہد ہے۔ چونکہ حضرت اقدسؑ کی پہلی اہلیہ مخالف اقارب کے زیر اثر تھیں اس لئے حضورؑ ان سے بے تعلق تھے۔ لیکن حضرت ممدوحہ ان کے اخراجات کے لئے رقوم بھجواتی رہتی تھیں۔ حالانکہ آپ کو اور آپ کی اولاد کو مخالف اقارب سے آزار پہنچتا رہتا تھا۔ دوسری بیوی کے بطن سے جو اولاد تھی اس سے حسن سلوک آپ نے ہمیشہ ہی کیا۔ چنانچہ اسی کا نتیجہ ہے کہ پہلی اہلیہ کے پوتے حضرت مرزا عزیز احمد صاحب کی شادی آپ کی بھتیجی سے ہوئی اور ان کے بھائی مکرم صاحبزادہ مرزا رشید احمد صاحب کی شادی آپ کی پوتی سے ہوئی۔ اور آپ کے ایک پوتے مکرم صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب کی شادی حضرت مرزا عزیز احمد صاحب کے ہاں ہوئی۔ اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے صاحبزادہ مکرم مرزا انور احمد صاحب کا رشتہ مکرم صاحبزادہ مرزا رشید احمد صاحب کے ہاں ہوا۔ دو مختلف بیویوں کی اولاد میں جو بعض دفعہ اختلافات پیدا ہو جاتے ہیں۔ اس طرح دانشمندی سے اس کا سدباب ہوا ہے۔ خانگی حالات کا ہمیں علم نہیں ہے۔ لیکن اس میں کیا شک ہے کہ اپنے خاندان میں حضرت اماں جان ہی بزرگ تھیں۔ اگر آپ کی اولاد نے از خود یہ قدم اُٹھایا ہے تو وہ اولاد بھی آپ ہی کی تربیت یافتہ ہے۔

صدقات وخیرات غربا پروری

آپؓ مصائب زدہ لوگوں کی امداد فرماتی رہتی تھیں بلکہ ویطعمون الطعام علٰی حبہٖ مسکینا ویتیما واسیرا پر عمل کرتے ہوئے قیدیوں تک کو بھی کھانا کھلوایا۔ صدقہ وخیرات پر آپ پوری طرح عامل تھیں۔ چنانچہ مکرم امیر احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ مجھے یہ بھی یاد ہے کہ ایک دفعہ آپ نے رات کے دو بجے فرمایا کہ ابھی ایک بکرا صدقہ کر دو۔

مہمان نوازی

حسب وعدہ الٰہی سال بسال ہزارہا کی تعداد میں مہمان دار دارالامان ہوتے اور بسا اوقات سال تک ان کے کھانے پکانے کا کل انتظام حضرت اماں جانؓ کی نگرانی میں آپ ہی کے ہاں ہوتا تھا۔ ان مہمانوں کی تعداد کوئی کم نہ ہوتی تھی جو بسا اوقات بے وقت یعنی کھانا تیار ہو جانے کے بعد یا ختم ہو جانے کے بعد پہنچتے۔ لیکن کیا مجال جو کبھی آپ کے ماتھے پر شکن آیا ہو۔ بلکہ آپ مہمانوں کی خدمت کو عین راحت اور سعادت خیال فرماتی تھیں۔ دوسری طرف وہ درویش جو قادیان ہی آبسے تھے۔ حضرت اقدس یہ پسند نہیں فرماتے تھے کہ وہ آپ کے ہاں سے کھانا کھانے کی بجائے اپنے ہاں کھانا پکانے کا انتظام کریں۔ مکرم ڈاکٹر عطر دین صاحب درویش ذکر کرتے ہیں کہ حضرت اماں جانؓ مہمانوں کے مناسب حال خیال رکھتی تھیں۔ چنانچہ آپ نے ایک دفعہ مجھے بلوا کر میرے ذریعہ حضرت میاں چراغدین صاحب رئیس لاہور کے لئے جو قادیان آئے ہوئے تھے چائینا گلاس استعمال کے لئے ارسال فرمایا۔

خدام کا قدر واحترام

خدمت کرنے والوں کی خدمت کو آپ نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھتی تھیں جس کا اظہار مختلف طرح ہوتا رہتا تھا۔ مکرم میاں مولا بخش صاحب باورچی درویش سناتے ہیں کہ آپ جب بھی مجھ سے کھانا تیار کرواتیں خواہ وہ کتنا ہی قیمتی پڈنگ یا کیک وغیرہ ہو تقسیم کرنے سے پہلے مجھے میرا حصہ بھجوا دیتیں۔ جب میرا سب سے بڑا لڑکا پیدا ہوا تو حضرت اماں جانؓ نے اپنے دست مبارک سے ایک ٹوپی اور کرتہ سی کر کے بھجوا دیا اور اپنے خادم کی عزت افزائی کی۔

مکرم امیر احمد صاحب درویش جو ۱۹۴۲ء سے ۱۹۴۷ء تک مسجد مبارک کے مؤذن رہے ہیں ذکر کرتے ہیں کہ مجھے حضرت اماں جانؓ کی خدمت کا اچھی طرح موقعہ ملا ہے۔ آپ نے کبھی کسی کام کے متعلق یہ نہیں فرمایا کہ یہ کام اچھی طرح سرانجام نہیں دیا۔ ایک دفعہ آپ نے مجھے دارالانوار بھیجا۔ جہاں سے میں آپ کے لئے ۳۰ سیر دال لایا۔ آپ نے مجھے فورًا پراٹھے اور لسی بھجوائی۔ میں کچھ عرصہ کے لئے کشمیر گیا۔ جب وہاں سے واپس آیا تو آپ نے مجھے سات روپے دیئے اور فرمایا کہ میری غذا تھا۔ یہ مناسب حال

نہیں اس لئے یہ روپے دعوت کے بدلے میں تمہیں دے رہی ہوں۔ آپ خدام کی دلجوئی کا خیال بھی رکھتی تھیں۔ ایک دفعہ حضرت اماں جانؓ نے مجھے پیغام دیا کہ فلاں کے ہاں سے ایک ٹین گھی کا لے آؤ۔ ان لوگوں نے کچھ شبہ کا اظہار کیا اور چاہا کہ پہلے تصدیق ہو جائے کہ یہ پیغام حضرت اماں جانؓ کا ہے۔ چونکہ حضرت اماں جانؓ کے تمام کام میں ہی کرتا تھا اور حضرت اماں جانؓ کے تحائف تمام گھروں میں میرے ذریعہ ہی جاتے تھے۔ اس لئے مجھے اس بات سے تکلیف محسوس ہوئی اس پر حضرت اماں جانؓ نے میری دلجوئی فرمائی۔ اور فرمایا کہ میں اس بارہ میں دریافت کروں گی۔

ایک دفعہ کا ذکر مکرم امیر احمد صاحب سناتے ہیں کہ آپ نے مجھے فرمایا کہ جہاں سے ہو سکے سوجی لاؤ۔ خواہ آدھ پاؤ ہی ملے۔ کوئی اشد ضرورت ہوگی ان دنوں جنگ کے ایام کی وجہ سے سوجی نہیں ملتی تھی میں نے سوچا کہ ان کے کام تو خدا تعالیٰ نے کرنے ہیں میں نہ کیوں کروں۔ چنانچہ عصر سے عشاء تک تلاش کرتے کرتے مکرم عبد الغفار صاحب لائلپوری کے ہاں سے دار البرکات سے سوا سیر سوجی دستیاب ہو گئی۔ جس کے دینے پر خادمہ نے آکر بتایا کہ آپ نے سات دفعہ جزاکم اللہ فرمایا۔ آپ کیسے ہی قلبِ شکور کے مالک تھے۔ ایک دفعہ میں نے عرض کیا کہ آپ میرے لئے دعا فرمائیں تو آپ نے فرمایا کہ میں تو تمہارے لئے دعا کرتی ہوں کہ "(اللہ تعالیٰ) صحت دے تندرستی دے ہمت دے۔ طاقت دے۔ ایمان دے۔"

اسی طرح مکرم امیر احمد صاحب سناتے ہیں کہ آپ اس امر کا بھی خیال فرماتی تھیں کہ گھر میں سے کوئی بھی خدام کو تکلیفِ مالایطاق نہ دے۔ اور اگر کوئی بات علم میں آئے۔ تو منع فرما دیتی تھیں۔ اور یہ بھی ذکر کرتے ہیں کہ اگست ۱۹۴۷ء میں جب حضرت اماں جانؓ لاہور تشریف لے جا چکی تھیں تو میں قادیان آنے کے لئے کراچی سے آیا۔ اور مکرم شیخ بشیر احمد صاحب امیر جماعت لاہور کے ہاں حضرت اماں جانؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام کہلا بھیجا۔ اس کے قریباً ۱۵ منٹ کے بعد حضرت اماں جان رضؓ نے مجھے اندر بلا بھیجا اور میرا حال دریافت فرمایا اور پھر واپس آنے کی اجازت دی اس وقت مجھے تاخیر کی وجہ معلوم ہوئی کہ ویسے تو حضرت اماں جانؓ معمولاً خود ہی دروازے پر تشریف لایا کرتی تھیں لیکن اس وقت بوجہ کمزوری وغیرہ دروازے پر تشریف لانا متعذر تھا اور دوسری طرف اپنے خادم کو بلا ملاقات بھی واپس بھیجنا گوارا نہ فرمایا۔ اس لئے اس گھر میں جس میں کئی خاندان کی مستورات تھیں پردہ کروا کے مجھے بلوایا میرے باہر آنے پر حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کے ہاتھ مجھے دس روپے بھجوائے روپے دیتے ہوئے حضرت نواب صاحبہ نے ازراہِ نوازش مجھے یہ نصیحت فرمائی کہ قادیان سے واپس نہ آنا۔

مکرم ڈاکٹر عطر دین صاحب درویش ذکر کرتے ہیں کہ میری ہمشیرہ مائی گوہری صاحبہ (مدفونہ بہشتی مقبرہ) ایک غریب بیوہ خاتون تھیں۔ اور دار الفضل میں رہتی تھیں۔ ایک دفعہ انہوں نے حضرت اماں جان رضؓ کی خدمت میں اپنے ہاتھ کے بنے ہوئے چند ازاربند پیش کئے۔ اس واقعہ کے بعد حضرت ممدوحہ ہمیشہ ہمشیرہ صاحبہ کا حال پوچھنے کے لئے ان کے ہاں تشریف لے جاتیں۔ میری ہمشیرہ ہمیشہ جذبۂ امتنان سے پُر ہو کر کہتیں کہ انکے نبی ہونے میں کیا شک ہے کہ جن کے اہل بیت کے اخلاق عالیہ کا یہ حال ہے۔

مکرم مولوی عبد الرحمٰن صاحب جٹ فاضل امیر مقامی ذکر کرتے ہیں۔ کہ چونکہ حضرت حافظ حامد علی صاحبؓ میرے ماموں تھے۔ اور میری ممانی دار المسیح میں ہی رہتیں اور حضرت اقدس کی اولاد کو دودھ پلاتی تھیں۔ میں بھی اُنہی کے پاس رہتا تھا۔ بعد میں ممانی صاحبہ میرے پاس رہنے لگیں۔ تو حضرت اماں جانؓ ہفتہ میں ایک دو بار یا مہینہ میں ایک دو بار جیسا کہ موقع ملتا خاص طور پر ان کو ملنے کے لئے تشریف لاتیں اور کبھی بھی اپنی خادمہ کو نہیں بھلایا۔ ہمیشہ پھل نکلنے پر ان کے لئے علیحدہ حصہ ارسال فرماتیں۔ نیز مجھے بھی باغ وغیرہ کے کاموں کے کرنے کی خدمت کا ازراہِ کرم موقع عطا فرماتیں۔

مکرم مرزا برکت علی صاحب ذکر کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم ایران سے قادیان آئے تو حضرت اماں جانؓ نے کرم فرمائی کرکے بطور دعوت ہمارے ہاں کھانا بھجوایا۔ بلکہ یہ بھی ذکر فرماتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ میری اہلیہ ایران جانے سے قبل حضرت اماں جان کی خدمت میں دعا کے لئے حاضر ہوئیں تو آپؓ نے معانقہ فرمایا۔ نصائح فرمائیں اور پھر فرمایا بچی دو بچے لے کر آنا۔ پہلی بچی کی ولادت کے بعد قادیان واپس آنے کی کوشش کی لیکن روک پیدا ہو گئی۔ حتیٰ کہ دوسری بچی بھی پیدا ہو گئی۔ پھر قادیان آنے کا موقعہ ملا۔ اور میرے گھر سے ان دونوں سمیت حضرت اماں جانؓ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ فرمایا بچی ایک لڑکی ایک لڑکا لاتیں۔ تو میرے گھر سے کہا کہ حضور نے دو بچے فرمایا تھا۔ اب اللہ تعالیٰ ان مبارک کلمات کو پورا فرما دے۔ بعد میں اللہ تعالیٰ نے کئی بیٹے بھی عطا کئے۔

ملنساری۔ خود کام کرنیکو ترجیح دینا

آپ کی طبیعت ملنسار تھی۔ مکرم امیر احمد صاحب سناتے ہیں۔ کہ کبھی حضرت اماں جانؓ ہوا خوری کے لئے اپنے ہمراہ جانے کے لئے مجھے فرماتیں اور پھر ایک عزیز کی طرح پہاڑوں کے حالات بیان فرماتیں۔ اس دوران میں دار الانوار میں مختلف دوستوں کے گھروں میں ملاقات بھی کر آتیں۔ جب تک آپ کی صحت اچھی تھی آپ اس بات کو پسند فرماتی تھیں کہ خود دروازہ کے قریب آکر پیغام دیں یا پیغام لیں۔

خاکسار کو بھی یاد ہے کہ حضرت اماں جانؓ جب دار الفضل میں تشریف لاتیں تو کئی گھروں میں سے کھڑے کھڑے حال دریافت فرماتی گذرتیں۔ چنانچہ خاکسار کی خالہ مرحومہ اہلیہ مکرم حکیم دین محمد صاحب کے ہاں بھی تشریف لاتی تھیں۔ اس ملاقات سے اہل خانہ کے دل باغ باغ ہو جاتے تھے۔ اور اس غریب نوازی پر دل سے دعائیں نکلتی تھیں۔

آپ کی نجابت وغیرہ کا کہ جس میں کسی قسم کا بڑائی نہ تھی اس سے بھی علم ہوتا ہے کہ ایک دفعہ میرے ایک بچے کی ولادت پر اس کی خالہ نے حضرت اماں جانؓ کی خدمت میں نام رکھنے کے لئے عرض کیا تو آپ نے بشیر الدین نام تجویز فرمایا۔ بسا اوقات دیکھا ہے کہ بعض لوگ جو سمجھتے ہیں ہم کچھ متمول اور علو مرتبہ ہو گئے ہیں وہ کبھی پسند نہیں کرتے کہ ان کے بچوں پر کوئی غریب اپنے بچوں کا نام رکھ دے۔ حضرت اماں جان رضؓ کا طریق وہی آنحضرت صلعم کا اسوہ حسنہ ہے کہ میرا نام رکھنا منع نہیں۔

حضرت اماں جان کی قدر ان کی اولاد کے دل میں

حضرت اماں جانؓ کے اخلاق عالیہ کی وجہ سے آپ کی اولاد و اقارب کے قلوب میں آپ سے حد درجہ محبت تھی۔ مکرم عبد الاحد خاں صاحب پٹھان درویش ذکر کرتے ہیں کہ ایک دفعہ مجھے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ۔ آپ کے چاروں حرم محترم اور اماں جان سب کی طرف سے بلاوا آیا۔ باری باری حاضر ہوا تو معلوم ہوا کہ ایک ہی کام تھا جو حضرت اماں جان کا تھا۔ جس کے لئے سب کی طرف سے یاد کیا گیا تھا۔

آج ہی مجھے حضرت نواب محمد عبد اللہ خاں صاحب کا ذیل کا خط ملا ہے۔ اس سے بھی اس محبت کا اظہار ہوتا ہے۔ فرماتے ہیں:۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

رتن باغ ۔ لاہور

۲۱ ۴/۵۲

مکرمی ملک صاحب سلمکم اللہ تعالیٰ السلام علیکم

آپ کا خط بیگم صاحبہ کے نام ملا۔ حضرت اماں جان کی جائی میری بیوی کئی ہفتہ سے ربوہ میں ہیں ایک دو دن کے لئے مجھے دیکھنے آئی تھیں۔ پھر واپس چلی گئیں۔ میں نے خود ہی ان کو بھجوایا تھا۔ اور اتفاق ایسا ہوا کہ ان کے جاتے ہی میری طبیعت دانت کے درد اور بخار سے زیادہ علیل ہو گئی۔ لیکن میں نے پھر بھی ان کو اماں جانؓ کی خدمت کے لئے وقف رکھا۔ ان کی اپنی بھی یہی خواہش تھی کہ اماں جان کی خدمت کے لئے ربوہ جائیں۔ مجھے ان کی عدم موجودگی میں جیسا کہ آپ سمجھ سکتے ہیں کیسی تکلیف ہو سکتی ہے۔ دراصل اماں جانؓ انہیں کی اماں نہیں ہیں۔ بلکہ میری بھی اماں ہیں۔ میرے ساتھ جو محبت اور پیار کا سلوک انہوں نے کیا ہے اپنے ساتھ ایک داستان رکھتا ہے۔ جب میری شادی ہوئی تو مجھے ایک عورت کے ہاتھ کہلا کر بھیجا کہ میاں کی عمر زیادہ تھی یعنی میرے والد کی۔ تم چھوٹے عمر والے داماد ہو تم مجھ سے شرمایا نہ کرو تاکہ جو کمی رہ گئی ہے اس کو پورا کر سکوں پھر آپ نے حقیقی ماں بن کے دکھا دیا۔

والسلام

خاکسار محمد عبد اللہ خاں

وفات

اللہ تعالیٰ کے وعدہ رُدَّ علیہا روحہا وریحانہا کہ حضرت اماں جان کو صحت اور تازگی لوٹائی جائے گی۔ کے مطابق آپ کو صحت و عافیت والی عمر دراز نصیب ہوئی۔ حضرت خدیجہؓ کی شعب ابی طالب والی محصوریت کے زیر اثر ہی وفات ہوئی تھی۔ یہی حالت یہاں ہوئی۔ کہ مہجوریت کے صدمات میں ہی حضرت اماں جان کی وفات ہوئی حضرت مسیح والدہ حضرت اسمٰعیل صاحب کی والدہ حضرت یوسفؑ کی والدہ سب وطن سے دوری میں فوت ہوئیں۔ اسی طرح حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ جو مثیل مسیح۔ مثیل اسمٰعیل اور مثیل یوسف ہیں کی والدہ بھی ہجرت کے عرصہ میں ہی وفات پا گئیں۔ مجھے الہامات کا زیادہ علم نہیں لیکن غالباً ان سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ ہجرت میں ہی حضرت اماں جان کی وفات مقدر تھی۔ ذیل میں بعض الہام درج ہیں بزرگان ان کے استنباط کے متعلق تصحیح بھی کر سکیں گے۔

(۱) اربعین نمبر ۲ کے الہامات ۷ راگست ۱۹۰۰ء سے قبل کے ہیں ان میں قادیان کی از سرِ نو آبادی کا ذکر ہے۔ ۱۔ حضرت اماں جانؓ کا بھی ذکر ہے

(بقیہ صفحہ ۱۱ پر)

برکاتِ ہجرت

از مولوی خورشید احمد صاحب جامعۃ المبشرین قادیان

اللہ تعالےٰ جو ایک مخفی و مستور ہستی ہے۔ قدیم سے اپنی ذات کا کامل ظہور انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ کرتا آیا ہے۔ اگرچہ انبیاء اور اُن کے ماننے والوں کی ابتدائی حالت بظاہر کس مپرسی اور ناتوانی کی حالت ہوتی ہے۔ لیکن یہ حالت ان کو تباہ کرنے کے لئے نہیں ہوتی بلکہ ان کو امتحان و ابتلاء میں ڈال کر اُن کی روحانی و جسمانی ترقیات کا باعث بنتی ہے۔ اور اس سے خدا تعالےٰ کی قدرت کا اظہار ہوتا ہے یہ مصائب و آلام کی گھڑیاں ہی ہوتی ہیں جن میں خدا تعالےٰ کی طرف سے اپنے پیاروں کو خاص تسلی اور الہام کی نعمت ملتی ہے۔ اور خدا تعالےٰ ان کے لئے حقیقی راحت و آرام کے سامان مہیا فرماتا ہے۔ اور وہ وقت آجاتا ہے کہ یہی نحیف و ناتواں لوگ دنیا پر غالب آجاتے ہیں۔

الٰہی جماعتوں سے ایسے امتحان کا لیا جانا خدائی سنتِ قدیمہ ہے۔ جو آغازِ سلسلۂ رسالت سے تا دمِ ہنوز چلتی چلی آئی ہے۔ اور چلتی چلی جائے گی۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے کلام پاک میں اصول مقرر فرمایا ہے۔ کہ احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا اٰمنا وھم لا یفتنون۔ ولقد فتنا الذین من قبلھم فلیعلمن اللہ الذین صدقوا ولیعلمن الکٰذبین۔ (العنکبوت ع۱)

کیا اہلِ ایمان کے سلسلہ میں منسلک ہونے والے لوگ گمان کرتے ہیں کہ ان کو صرف اتنا ہی کہہ دینے سے چھوڑ دیا جائے گا کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے ہیں۔ حالانکہ ان کو پہلوں کی طرح آزمائش کی بھٹیوں میں نہیں ڈالا گیا۔ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا بلکہ ہم انہیں پہلوں کی طرح امتحان میں مبتلا کریں گے تاکہ ہم ظاہر کر دیں کہ کون اپنے دعویٔ ایمان میں سچا ہے اور کون جھوٹا ہے۔ کون مومن ہے اور کون ایمان سے عاری ہے

الٰہی سلسلوں کو آزمانے کے لئے خدا تعالےٰ کے کئی طریق ہیں۔ کبھی ولنبلونکم بشیءٍ من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرٰت (البقرہ ع۱۹)

یعنی خوف دلا کر اور کبھی بھوک کے ذریعہ کبھی مال و متاع کے ضیاع سے اور کبھی جانی نقصان سے ایسا امتحان لیا جاتا ہے۔ دنیا میں سب سے پیاری چیزوں سے اولاد ہوتی ہے۔ کبھی ایسا امتحان بھی خدا تعالےٰ کی طرف سے لیا جاتا ہے کہ ماں باپ کی آنکھوں کے سامنے ان کی پیاری اولاد تڑپ تڑپ کر جان دے دیتی ہے اور کبھی بیک وقت تمام نوعیتوں سے مومنوں کو آزمایا جاتا ہے۔ ایسی صورت میں امتحان ہجرت ہے۔

انبیاء علیہم السلام اور ہجرت

اکثر انبیاء علیہم السلام اور ان کی جماعتوں نے اپنے وطنوں سے ہجرت کی۔ حضرت آدم علیہ السلام نے ہجرت کی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام عراق کے رہنے والے تھے۔ انہیں فلسطین جاکر بسنا پڑا۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام اور آپ کی قوم کو ہجرت کرنی پڑی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام واقعہ صلیب کے بعد کشمیر چلے گئے۔ بعد میں ان کی جماعت پر مظالم ہوئے۔ تو اس کے بعض افراد جزیرہ سائپرس میں چلے گئے۔ وہاں مظالم ہوئے تو روما چلے گئے۔ روما سے بھاگے تو مصر آئے۔ مصر میں ظلم و ستم توڑے گئے تو پھر بھاگ کر روما آئے۔ لیکن روما میں پھر مظالم کا نشانہ بنائے گئے تو مغلیہ یعنی سسلی میں آگئے۔ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سب سے پیارے نبی جو تمام دنیا والوں کے لئے نیک نمونہ ہیں۔ آپ کی قوم کو پہلے حبشہ ہجرت کرنی پڑی۔ اور دوسری مرتبہ آپ کو اور آپ کے صحابہ کرامؓ کو مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کرکے جانا پڑا۔

جب الٰہی جماعتیں خدائی امتحان میں کامیاب ہو جاتی ہیں۔ تو خدائے قادرِ مطلق کا مخفی ہاتھ جو ازل سے راستبازوں کے ساتھ رہا ہے۔ ظاہر ہوتا ہے۔ مغلوب غالب ہو جاتے ہیں۔ گمراہ کہلائے جانے والے راہبر بنتے ہیں۔ ان پر علیھم صلوٰت من ربھم ورحمۃ واولٰئک ھم المھتدون (البقرہ ع۱۹) اللہ تعالےٰ کی رحمتیں اور سلام نازل ہوئے۔

سلامٌ قولاً من ربٍ رحیم۔ رب رحیم نے رحمت کا سلام ان پر بھیجا ان کے درجات بلند ہوئے۔ دنیا کے قلوب پر ان کی عزت و حکومت قائم کی گئی۔ وہ ہمیشہ کے لئے زندہ کئے گئے۔

الہامِ ہجرت

جماعت احمدیہ جری اللہ فی حلل الانبیاء ماموڑ من اللہ کی جماعت ہے۔ لہٰذا سنت الٰہیہ قدیمہ متواترہ احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا اٰمنا وھم لا یفتنون۔ اس بات کی متقاضی تھی کہ جماعت احمدیہ کو بھی ہجرت کرنی پڑے۔ خود حضرت مسیح الموعود علیہ السلام کے الہامات ہجرت کو ضروری ٹھہرا چکے تھے۔ چنانچہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں۔

(۱) ایک دفعہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص میرا نام لکھ رہا ہے تو آدھا نام اُس نے عربی میں لکھا اور آدھا انگریزی میں لکھا ہے۔ انبیاء کے ساتھ ہجرت بھی ہے۔ لیکن بعض رؤیا نبی کے اپنے زمانہ میں پورے ہوتے ہیں۔ اور بعض اولاد یا کسی متبع کے ذریعہ پورے ہوتے ہیں۔ مثلاً آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو قیصر و کسریٰ کی کنجیاں ملی تھیں تو وہ ممالک حضرت عمر (رضی اللہ تعالےٰ عنہ) کے زمانہ میں فتح ہوئے تھے۔ (تذکرہ ص۵۱۰)

(۲) یاتی علیک زمنٌ کمثل زمن موسیٰ (تذکرہ ص۴۲۳) کہ تم پر ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے جو موسیٰ کے زمانہ کی طرح ہوگا۔

(۳) اسی طرح حضور کا وہ رؤیا جو تذکرہ ص۲۲۹ پر درج ہے۔ جس میں اپنی جماعت کے ساتھ بھاگنا دشمن کا مانند فرعون تعاقب کرنا اور حضرت کا جماعت کو کلّا ان معی ربی سیھدین۔ کے الہام سے تسلی دینا ہجرت پر دلالت کرتا ہے۔ دوسری جگہ لا تخف ان اللہ معنا (تذکرہ ص۴۵۷) کا الہام ہے جو عین ہجرت کے واقعہ کا اظہار کرتا ہے۔

پھر (۴) ان الذی فرض علیک القراٰن لرآدک الی معاد (تذکرہ ص۳۰۲) وہ قادرِ مطلق خدا جس نے تیرے سپرد خدمت قرآن کی ہے۔ ضرور ضرور تجھ کو واپس (قادیان) لائے گا۔

انا المسیح الموعود مثیلہ و خلیفتہ کہیں مسیح موعود یعنی بروزی طور پر وہ حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا (سبز اشتہار) اور اس کا خلیفہ ہوں اسے ظاہر ہوگیا کہ المصلح الموعود ہی بروزی رنگ میں المسیح الموعود ہیں۔ اور یہ ہجرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہی بروزی رنگ میں ہجرت ہے۔ پس یہ مقدرہ ہجرت اور بعض رؤیا نبی کی اولاد کے ذریعہ پورے ہوتے ہیں۔ (تذکرہ ص۵۱۰) حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح الثانی جو آپ کی اولاد ہیں کے وجود سے ظہور میں آئی۔

ترقیات کا دور ہجرت کے بعد آتا ہے

جماعت احمدیہ کی یہ ہجرت کوئی اتفاقی امر یا معمولی واقعہ نہیں بلکہ یہ اُن عظیم الشان ترقیات کا پیش خیمہ ہے۔ جو ہمیشہ سے خدائے قادرِ مطلق اپنے راستبازوں کو عطا کرتا آیا ہے۔ غلبہ و قدرت و شان و شوکت کے ظہور کے لئے یہ الٰہی تقدیر پیدا ہوئی ہے۔ تا خدا تعالےٰ کی جماعت کے متعلق ترقیات کے وعدے جلد پورے ہوں۔ احمدیت کی فتح و کامرانی آسمان پر مقدر ہو چکی ہے۔ اور جس بات کا فیصلہ آسمان پر ہو جائے زمین اُسے نافذ کرنے میں روک نہیں بن سکتی۔ انبیاء علیہم السلام کی جماعتوں کے حالات پر غور کرنے سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ الٰہی جماعتوں نے شاندار ترقیات ہجرت کے بعد ہی حاصل کی ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قوم تین سو سال کے لمبے عرصہ تک امتحانوں میں گذرتی رہی انہوں نے اپنے منصبی فرض "تبلیغ" کو کبھی بھی نظر انداز نہیں کیا۔ آخر اللہ تعالےٰ نے ان کو عظیم الشان ترقیات عطا کیں۔ کہاں وہ زمانہ کہ عیسائیوں کو سر چھپانے کے لئے جگہ نہ ملتی تھی (لوقا باب ۹-۵۸ متی ۸) اور کہاں یہ زمانہ کہ ان کے دشمنوں کو سر چھپانے کو جگہ نہیں۔ یہود نے عیسائیوں کے احسان کے نیچے ہی آج تھوڑا سا ٹکڑا سر چھپانے کو پایا ہے۔ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ نے جو انمردی کے ساتھ جان نثاری کا ثبوت دیا۔ ہجرت سے پہلے ان کی اتنی بھی حیثیت نہ مانی جاتی تھی کہ امن اور آرام سے اپنے گھروں میں ہی بیٹھ سکتے۔ ہجرت کے آٹھ سال بعد ہی وہ اپنے مخالفوں پر غالب آگئے۔ اور آنحضرتؐ کی زندگی میں سارے عرب پر ان کی دھاک بیٹھ گئی۔ تھوڑے ہی عرصہ میں دنیا کی حکومتوں نے ان کے آگے سر جھکا دیئے۔

برکاتِ ہجرت

خدا تعالےٰ اپنے وعدوں کا سچا ہے۔ بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے ساتھ "بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے"۔ کا وعدہ کیا گیا۔ یہ وعدہ ضرور پورا ہو کر رہے گا۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

ہماری اس ہجرت کے نتیجہ میں احمدیت کے دو مضبوط زندہ اور فعال مرکز بن گئے ہیں۔ جماعت کے اندر قربانی کی ایک نئی روح پیدا ہو گئی ہے۔ مال۔ جان اور وقت وغیرہ کی قربانیاں پہلے سے زیادہ جوش کے

سے نمایاں ہو رہی ہیں۔ اور ان کے نتائج اور ثمرات پہلے سے زیادہ عمدہ ظاہر ہو رہے ہیں۔

اس بات میں کوئی شبہ نہیں کہ حالات کے بگڑنے سے بسا اوقات بڑی بڑی حکومتیں اور بڑی بڑی قومیں بھی اپنی ہستی کھو بیٹھتی ہیں۔ ان کی تنظیم بگڑ جاتی ہے۔ اور وہ دنیا سے ناپید ہو جاتی ہیں۔ بگڑے ہوئے حالات میں تنظیم کو سنبھالنا بڑا کارنامہ ہوتا ہے۔ مشرقی پنجاب سے ہزاروں لوگ گئے مگر وہ تنظیم نہ رکھ سکے۔ وہ بکھر گئے۔ اور اپنی سابقہ شان و شوکت سے ہاتھ دھو بیٹھے لیکن جماعت احمدیہ کے امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت احمدیہ کو منتشر ہونے سے بچا لیا اور ربوہ جماعت کا مرکز قائم فرمایا۔ اینما تکونوا یات بکم اللہ جمیعا (الہام حضرت مصلح الموعود) دنیا نے آنکھوں سے پورا ہوتے دیکھ لیا۔ باوجود مخالفوں کی مخالفت کے جماعت احمدیہ کی تنظیم از سر نو قائم ہو گئی۔

جماعت احمدیہ کے ایک حصہ نے جیسے فلسطین، اور قادیان دار الامان مشرقی پنجاب میں قوت ایمان کا وہ نمونہ دکھایا کہ جس کی مثال روئے زمین پر نہیں ملتی۔ قادیان دار الامان میں ساکن احمدیوں نے مخالف حالات میں اپنے مرکز میں ٹھہر کر ثابت کر دیا کہ خدا تعالیٰ اس سلسلہ کے ساتھ ہے۔ پھر لمبا عرصہ خویش و اقارب سے جدائی۔ جذبات و احساسات کی جنگ۔ یہ باتیں ایسی نہیں جن کا مقابلہ عوام الناس کر سکیں۔ ایسے جانباز مومنوں کے بارے میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ انما المؤمنون الذین اٰمنوا باللہ ورسولہ واذا کانوا معہ علی امر جامع لم یذھبوا حتی یستاذنوہ (النور ع ۹) کہ مومن اللہ تعالیٰ اور اس کے بھیجے ہوئے پر ایمان لاتے ہیں اور جب وہ امر جامع یعنی مشترکہ قومی کام مثل حفاظت مرکز و آبادی پر اجماع کر لیتے ہیں تو اسے چھوڑ کر چلے نہیں جاتے۔ آج قادیان کی احمدیہ جماعت اس امر کا زندہ نشان موجود ہے جس پر

"چرخ بھی حیرت زدہ ہے اس نشاں کو دیکھ کر"

الٰہی جماعتوں پر ایسے مواقع اور مصائب آ پڑتے ہیں جن سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اب یہ سلسلہ مٹ جانے والا ہے۔ کمزور طبقہ بددل ہو جاتا ہے۔ مگر الٰہی سلسلہ ایسے ناموافق حالات میں ترقی کرتا چلا جاتا ہے ایمان چٹانوں کی طرح مضبوط ہوتے اور قربانی کی روح بڑھتی ہے۔ حالیہ اور گذشتہ جنگ عظیم میں فاتح و متحارب اقوام نے جو ترقی فنون جنگ میں کی ہے اور جو ایجادات اس قلیل عرصہ میں ہوئی ہیں۔ وہ امن کے زمانہ میں شاید پچیس برس میں بھی نہ ہو سکتیں۔ حالانکہ یہ اقوام مصائب میں گرفتار تھیں۔ ایسے ہی الٰہی سلسلے بھی ہجرت کے بعد ہی ترقیات حاصل کرتے ہیں۔

حقیقت معراج پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک مختصر تقریر

(اور)

آپ کی صداقت کے متعلق ایک ولی اللہ کی شہادت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک نومسلم دوست کے دریافت کرنے پر کہ معراج روحانی ہے یا جسمانی۔ فرمایا کہ:۔

"جب تک انسان بے خبر ہوتا ہے۔ اس کی باتیں نری اٹکلیں ہوتی ہیں۔ ایسا ہی معراج کے متعلق لوگوں کا حال ہے۔ وہ اس کی حقیقت اور اصلیت سے بے خبر ہیں۔ ہم تو معراج کو بالکل بیداری تسلیم کرتے ہیں۔ ہاں ایک بیداری دنیاداروں کی ہے اور ایک بیداری عارفوں۔ صادقوں۔ نبیوں اور خدا رسیدہ لوگوں کی بیداری ہوتی ہے اور ان دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم چونکہ تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل اور تمام صادقوں اور عارفوں کے سردار ہیں اس لحاظ سے یہ مرتبہ بھی آپ کا سب سے بڑھا ہوا ہے یہ معراج ایک کشفی معاملہ تھا۔ یہ بھی یاد رہے کہ کشف دو طرح کا ہوتا ہے ایک کشف ایسا ہوتا ہے جس میں غیبت کی حس زیادہ ہوتی ہے۔ دوسرا کشف ایسا ہوتا ہے کہ وہ بالکل بیداری کے رنگ میں ہوتا ہے۔ اور دراصل ہوتا ہی بیداری ہے اس قسم کے کشف کو خواب کبھی کہہ ہی نہیں سکتے بلکہ ایسے کشف کو خواب کہنا ایسی غلطی ہے جیسے کوئی دن کو رات کہہ دے۔ اس حالت کشف میں صاحب کشف وہ دیکھتا ہے جو دوسرے نہیں دیکھ سکتے اور وہ اسرار مشاہدہ کرتا ہے جو دوسروں کو نصیب نہیں ہوتے اس بیداری میں (جو عام لوگوں کی حالت ہوتی ہے) اس بیداری کے مقابلہ میں صدہا حجاب اور پردے ہیں اگر اس کو اندھا کہیں تو زیادہ مناسب ہے اور اگر بہرہ کہیں تو موزون ہے۔ اس کشفی بیداری میں اعلیٰ درجہ کی بینائی اور شنوائی عطا ہوتی ہے جس میں صاحب کشف وہ حالات دیکھتا ہے جو کسی نے نہ دیکھے ہوں اور وہ باتیں سنتا ہے جو کسی نے نہ سنی ہوں۔ پس اس قسم کی بیداری کیساتھ وہ معراج تھا۔ اور ایک لطیف اور روحانی جسم کے ساتھ تھا۔ انسان کے دو جسم ہیں ایک زمینی دوسرا آسمانی جسم ہے۔ زمینی جسم کے متعلق قرآن شریف میں آتا ہے۔ الم نجعل الارض کفاتا۔ پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا معراج جس جسم کے ساتھ ہوا وہ آسمانی جسم تھا وہ معراج قابل تعریف نہیں جو عوام مانتے ہیں۔ چونکہ ہر شخص اپنی حد تک بات کرتا ہے بچہ اس حد تک ہی کہتا ہے جو کھیل تک محدود ہو کم علم اپنی حد تک اسی طرح یہ لوگ چونکہ اس حقیقت سے محض ناآشنا اور ناواقف تھے۔ انہوں نے یہاں تک ہی اس راز کو سمجھا لیکن خدا تعالیٰ نے مجھ پر اس کی حقیقت کھول دی ہے اور عوام اس سے ناواقف ہیں اس لئے اعتراض کرتے ہیں۔ اصل بات یہی ہے کہ یہ ایسا کشفی رنگ تھا کہ اس کو ہرگز خواب نہیں کہہ سکتے یہ سچی بیداری تھی جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ کمال حاصل ہوا اور یہ حاصل نہیں ہو سکتا جب تک کامل درجہ کا تقدس اور تطہیر نہ ہو۔" الحکم ۱۷ اگست ۱۹۰۵ء زیر عنوان دربار شام مورخہ ۱۳ اگست۔

جو کچھ مندرجہ بالا سطور میں حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا ہے اس کی تائید میں ایک حوالہ ذیل میں کتاب کشف المحجوب اردو مصنفہ حضرت مخدوم علی ہجویری ثم لاہوری المعروف حضرت داتا گنج بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا پیش کرتا ہوں۔ وھو ھذا۔ آپ فرماتے ہیں:۔

کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے الارواح جنود مجندۃ کہ روحیں لشکر ہے جو جمع کیا گیا ہے اور ضرور ہے کہ بہ جنبہ باقی ہو اور عرض پر تیر القارر وانہیں اور نہ عرض اپنے آپ قائم ہوتا ہے پس روح ایک جسم ہے لطیف جو خدائے بزرگ اور بلند کے حکم سے آتی ہے اور اس کے حکم سے جاتی ہے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے میں نے معراج کی رات میں آدم صفی اور یوسف صدیق اور موسیٰ کلیم اللہ اور ہارون حلیم اور عیسیٰ روح اللہ اور ابراہیم خلیل اللہ کو آسمانوں میں دیکھا ضرور وہ اُن کے روح تھے۔ آگے جا کر آپ فرماتے ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ روح لطیف جسم ہے۔ اور جب جسم ہے تو اس کا دیکھنا جائز ہے مگر دل کی آنکھ سے۔" کشف المحجوب اردو ترجمہ صفحہ ۲۹۷ و ۲۹۸

اس میں آپ نے صاف اس بات کو تسلیم کیا ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بھی دیگر انبیاء کی طرح آسمان پر روح ہی ہے نہ کہ جسم اور یہی وہ بات ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے وفات مسیح ناصری علیہ السلام پر دلیلیں اور دلائل بیان فرمائے ہیں (پیش فرمائی ہے۔) فَتَدَبَّرُوْا وَتَفَكَّرُوْا يَا اُولِى الْاَبْصَار۔

خاکسار الدین درویش قادیان

۲ لیکن افراد جماعت کے لئے یہ کوئی خوشی کا موقع نہیں۔ بلکہ مقام خوف ہے امتحان بہرحال امتحان ہوتا ہے۔ انعام تو وہی لوگ حاصل کر سکتے ہیں جو امتحان میں پورے طور پر کامیاب ہوں۔ امتحانوں سے محفوظ رہنے کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں کو فرمایا دعا مانگو کہ آزمائش میں نہ پڑو۔ (متی ۲۶ باب ۴۱ آیت) اب امتحان شروع ہے۔ بہرحال افراد جماعت کو اس میں سے گذرنا پڑیگا اس لئے اپنے نفسوں میں غور کرنا چاہیئے کہ ہم خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنے جان و مال کہاں تک دینے کے لئے تیار ہیں؟ جب تک ہر احمدی صدق دل سے خدا تعالیٰ کی راہ میں موت قبول کرنے کو تیار نہیں۔ اس وقت وہ کامل نصرت اور مکمل انعامات کا مستحق نہیں ہو سکتا۔ دنیا میں ایک حشر برپا ہے انقلاب نے دنیا کو زیر و زبر کر ڈالا ہے۔ لیکن کیا ہم احمدی احباب نے اپنی حالت کو بدلا؟ اگر اب بھی غفلت ہے۔ تو اسے یہی کہا جا سکتا ہے کہ ......

خواب غفلت چھوڑ اے مست شباب زندگی
زندگی پر آ گیا ہے انقلاب زندگی

پس لازم ہے کہ تقویٰ و طہارت کے ساتھ زندگیوں میں پاک تبدیلی کی جائے۔ سوز و گداز سے محویت کے عالم میں وہ سب دعائیں کی جائیں کہ جن سے ملاء اعلیٰ میں ایک غلغلہ پیدا ہو۔ تا اللہ تعالیٰ کی زبردست قوت کا ہاتھ جو ہمیشہ سے راستبازوں کے لئے ظاہر ہوا منصۂ شہود پر آئے۔ زمانہ کا رنگ بدل جائے۔ کمزوری غلبہ میں تبدیل جائے۔ گناہ و معصیت کی جگہ نیکی و صداقت لے لے۔ دنیا میں صرف ایک ہی خدا کی حکومت ہو۔ سب مخلوق اس کی عابد ہو۔ اور وہی سب کا معبود ہو۔ خدا تعالیٰ ایسا زمانہ جلد سے جلد لائے۔ آمین۔

بقیہ صفحہ ۸

لیکن اتمام نعمت میں صرف حضرت اقدس کا ذکر ہے اور حضور کو اس جگہ حضرت ابراہیم سے مشابہت دی گئی ہے۔ فرمایا ہے:۔

اذکر نعمتی رأیت خدیجتی۔ ھذا من رحمۃ ربک یتم نعمتہ علیک لیکون ایۃ للمؤمنین۔ انت معی و انا معک یا ابراھیم۔

(۲) ۲ اپریل ۱۹۰۲ء کو جو الہامات ہوئے ان میں ذکر ہے کہ احمدیت کی کامل ترقی سے قبل ایک قسم کی تاریکی اور نقصان کا زمانہ آئے گا۔ اور لوگ کہیں گے کہ اگر یہ سچے تھے تو احمدیت کو ایسا دھکا کیوں لگا تو جان لو کہ اسو قت میں تیرے اور تیرے اہل کے ساتھ ہوں گا۔ اے ابراہیم میں تیرے ساتھ ہوں گا (حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی ہجرت کرنی پڑی۔ لیکن وہ ترقی کا موجب ہوئی۔ یہ برکت دونگا سو یہاں حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ مشابہت دی گئی ہے۔ اور پھر اہل بیت کے ساتھ اپنی معیت کا ذکر گویا کہ اس کا اظہار پہلے مذکور ہے۔ اور قادیان کی از سر نو آبادی کا (جسے سورۃ الفیل اور لائف آف پین کے الفاظ میں ظاہر کیا گیا ہے) بعد میں ذکر آتا ہے۔ الہامات یہ ہیں:۔

والضحٰی واللیل اذا سجٰی ما ودعک ربک وما قلٰی۔ انی معک و مع اھلک انی معک یا ابراھیم۔ انی مبارک۔ ما اتی لی حتم۔ بعد ذالک۔

(۳) ۱۹ مئی ۱۹۰۵ء کے الہامات ہیں:۔ **انی معک و مع اھلک انک منی و اھلک۔ انی انا الرحمٰن فانتظر۔ قل یاخذک اللہ** یعنی میں تیرے ساتھ اور تیرے اہل کے ساتھ ہوں۔ تو اور تیرا اہل میرے ساتھ ہیں۔ میں ہی رحمٰن ہوں پس تو انتظار کر۔ تو کہدے کہ اے دشمن! اللہ تعالیٰ تجھے پکڑے گا۔ سو اس میں بھی یہی ذکر ہے کہ اہل بیت سے معیت کا اظہار پہلے ہوچکا ہوگا اور پکڑ بعد میں ہوگی۔

(۴) ۲ جون ۱۹۰۵ء کا الہام ہے:۔ **انی معک و مع اھلک** یعنی میں تیرے ساتھ اور تیرے اہل کے ساتھ ہوں۔ اور پھر اس کے ساتھ ہی قادیان کی از سر نو آبادی کے متعلق الہامات ہیں یہاں بھی وہی صورت ہے۔ معیت کا اظہار پہلے ہوگا۔ اور آبادی بعد میں۔

(۵) ۱۹ اپریل ۱۹۰۷ء کا الہام ہے:۔ **انی معک و مع اھلک ھذہ** یعنی تیرے ساتھ اور تیرے اہل بیت کے ساتھ ہوں اور ساتھ ہی بعد ۲۰ اپریل ۱۹۰۷ء کا الہام ہے۔ جس میں قادیان کی از سر نو آبادی کا ذکر ہے۔ ان دونوں تاریخوں کی علیحدگی سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ معیت کا اظہار پہلے ہو چکے گا۔ پھر علیحدہ طور آبادی ہوگی۔

میری نظر سے ایسا کوئی الہام نہیں گذرا جس میں قادیان کی واپسی کے ذکر کے بعد اہلبیت یعنی حضرت اماں جان کا ذکر آیا ہو۔

آپ کی وفات کی رات یہاں مکرم عبد الرحیم خان صاحب افغان درویش نے خواب دیکھا کہ حضرت اقدسؑ کا وصال ہو گیا ہے۔ اور صبح وفات کا برقیہ پہنچ گیا۔ مکرم مولوی برکت علی صاحب گجراتی نے کچھ عرصہ قبل دیکھا کہ قادیان میں مسجد مبارک یا مسجد اقصےٰ میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی معیت میں ہم لوگ بہت رو رو کر اور گھبرا گھبرا کر دعا کر رہے ہیں۔ اور بعض کی چیخیں نکل رہی ہیں۔ مکرم میر رفیع احمد صاحب کی طرف دیکھ کر مولوی صاحب نے خیال کیا کہ کیا ہوگا۔ ایسی سخت بے چینی کی حالت کبھی بھی پیدا نہیں ہوئی۔ اسی طرح دیکھا کہ حضرت بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی اور درویش مسجد مبارک میں سخت اضطراب کی حالت میں ہیں۔ اور حضرت بھائی جی ہیں کچھ کہتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں اور ہمیں دعاؤں کی تلقین کرتے ہیں۔

جس مبارک وجود کے ساتھ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یاد تازہ تھی اور دراصل ایک رنگ میں آپ ہی کا زمانہ ممتد ہو رہا تھا ہمیشہ کے لئے ہم سے جدا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ ان پر ہزاروں ہزار فضل فرمائے۔ جہاں ہم ان کے درجات کی بلندی کے لئے دعائیں کریں آپ کی ساری اولاد کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے بھی اپنی دعاؤں کو وقف کردیں۔ گو ایک کیلئے مصلح اللہ کی پیشگوئی ہے لیکن باقیوں کے متعلق نفی بھی نہیں ہے۔ سو وہ مبارک وجود جو سب مبشر ہیں اور جن میں سے ایک کو اولو العزم اور حسن و احسان میں حضرت اقدسؑ کا نظیر اللہ تعالیٰ نے قرار دیا ہے۔ بلکہ خود ان کی زبان پر **انا المسیح الموعود مثیلہ و خلیفتہ** کے الفاظ جاری فرمائے۔ اور حضرت اقدسؑ کو ان کے متعلق فرمایا:۔

اے فخرِ رسل قرب تو معلومم شد
دیر آمدۂ ز راہ دور آمدۂ

اور یہ بھی کہ **مظھر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء**۔ پھر اس طرح خلیل دمشق رقادیان کے بارہ میں **اخرج منہ الیزیدیون** کی پیشگوئی کا ایک بار آپ کے ہاتھ پر پھر پورا ہونا بھی مقدر ہے۔ اسی طرح حضرت قمر الانبیاء کا وجود ہے اور اسی طرح حضرت مرزا شریف احمد صاحب کا کہ جن کے وجود کے ساتھ کئی پیشگوئیوں کا تعلق ہے۔ ان پانچوں بہن بھائیوں کے متعلق جو حضرت اقدس فرماتے ہیں:۔

یہ پانچوں جو کہ نسلِ سیدہ ہے
یہی ہیں پنجتن جن پر بنا ہے

ہم اس زمانہ والے کتنے خوش قسمت ہیں کہ جن کے درمیان ایسے مبارک وجود موجود ہیں۔ اور ان کی موجودگی ہمارے لئے برکات و انوار الٰہی کی مناسب ہے۔ ہمیں قدر کرنی چاہیئے۔ اور ان کی صحت و سلامتی و درازیٔ عمر کے لئے دعائیں کریں۔ کہ یہ دعائیں بالآخر ہمارے لئے ہی فائدہ بخش ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان وجودوں کے ساتھ عرصہ دراز تک اس جہت سے حضرت اقدسؑ کا وجود ہم میں قائم رکھے۔ اور ہمیں حقیقی رنگ میں ان سے مستفیض ہونے کی توفیق عطا کرے۔ آمین

ان میں سے کوئی وجود بھی علیل ہو تو ان کی خبر احباب تک پہنچنے کا خاص اہتمام ہونا ضروری ہے تا احباب فوری طور پر دعائیں کر سکیں۔ یہاں سے اخبار چونکہ ہفتہ وار شائع ہوتا ہے اس لئے خاکسار نے بطور نائب صدر خدام الاحمدیہ مرکزیہ حضرت اماں جان کے متعلق سرکلر جماعتوں میں بھجوانے کا انتظام کیا تھا۔ اور پانچ تاریں احباب تک بھجوائی تھیں۔

سیدۃ النساء حضرت اُم المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ایک تحریر

اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان میں میں اور میری پیاری جماعت برابر کی حصہ دار ہے

میں اپنے خدا کا کس طرح شکریہ ادا کروں کہ اس نے مجھ ناچیز کو اپنے پاک و بزرگ مسیح کی زوجیت کیلئے چنا۔ اور میرے سر کو اپنے انتہائی انعام کے تاج سے مزین فرمایا۔ اور پھر میں اپنے خدا کا کس طرح شکریہ ادا کروں۔ کہ اس نے میرے محمود کو مصلح موعود کے مقام پر فائز کرکے میری عمر کے آخری حصہ میں مجھے ایک دوسرا تاج عطا کیا۔ پس مجھے میرے اوپر کی طرف سے بھی تاج ملا اور میرے نیچے کی طرف سے بھی۔ اور یہ میرے خدا کا سراسر فضل و احسان ہے جس میں میری کسی خواہش اور کسی عمل اور کسی استحقاق کا ذرہ بھر بھی دخل نہیں۔ اور یہ دو تاج صرف میرا ہی حصہ نہیں ہیں۔ بلکہ میری پیاری جماعت بھی ان میں میرے ساتھ برابر کی حصہ دار ہے۔ مگر خدا کا ہر خاص انعام اپنے ساتھ خاص ذمہ داریوں کو بھی لاتا ہے۔ اور میری یہ دعا ہے کہ خدا تعالیٰ مجھے بھی اور جماعت کو بھی ان اہم ذمہ داریوں کو پورا کرنے کی توفیق دے۔ جو اس کی طرف سے ہم پر عائد کی گئی ہیں۔ اے ہمارے خدا تو ایسا ہی کر۔ آمین :۔

والسلام

اُم محمود ۵ راپریل ۱۹۴۴ء

قربانی کا بہترین وقت

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں: "جنوری سے لے کر جون جولائی تک قربانی کا بہترین وقت ہوتا ہے۔ خرچ کم ہوتا ہے۔ اور زمینداروں کی دونوں فصلوں کی آمد اس عرصہ میں آجاتی ہے۔ پھر تازہ وعدہ کی وجہ سے دلوں میں جوش ہوتا ہے۔ جو اس وقت کو گذار دیتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو وعدہ خلافی کے خطرہ میں ڈال دیتا ہے۔"

نیز فرمایا "اگر تم اس وقت وعدہ پورا کر لیتے تو اب چھاتی تان کر پھرتے کہ ہم نے تبلیغ کے لئے جس رقم کا وعدہ کیا تھا۔ وہ ہم ادا کر چکے ہیں۔"

جو مخلصین احباب جماعت ۳۱ر مارچ تک اپنے وعدے سو فیصدی ادا کر کے السابقون الاولون کی پانچہزاری فوج میں شامل ہو چکے ہیں۔ ان کے نام **بغرض دعا حضرت اقدس** ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت بابرکت میں پیش کئے جا رہے ہیں۔ مگر جو دوست کسی وجہ سے ابھی تک اپنے وعدہ جات تحریک جدید سو فیصدی ادا نہیں کر سکے ان کو چاہیئے کہ حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ کے مندرجہ بالا ارشاد کی روشنی میں جلد ادائیگی کر کے اپنے فرض سے سبکدوش ہوں جو دوست باوجود ہمت اور توفیق رکھنے کے **ادائیگی وعدہ کی میعاد آخری تاریخ تک ملتوی رکھتے ہیں** بسا اوقات انکی سستی انہیں ایفائے وعدہ سے بکلی محروم رکھتی ہے۔ پس تحریک جدید کے مالی جہاد میں شرکت کرنیوالے دوست کا فرض ہے کہ وہ با توقف اپنا وعدہ ادا کرنیکی سعی کرے۔ (وکیل المال تحریک جدید قادیان)

نہایت ضروری اعلان

الحمدللہ کہ مندرجہ ذیل احباب کو اخبار مسلسل باقاعدہ دفتر ہذا سے ارسال کیا جا رہا ہے۔ اور وہ اس سے مستفیض ہو رہے ہیں۔ لیکن چونکہ دفتر ہذا میں اُن کی طرف سے ابتک چندہ کے متعلق کوئی اطلاع موصول نہیں ہوئی ہے۔ اس لئے بذریعہ اعلان ہذا مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ اگر مندرجہ ذیل احباب کی طرف سے ۲۵ر مئی تک چندہ کی ادائیگی کی کوئی اطلاع دفتر ہذا میں نہ پہنچے گی تو دفتر ہذا ۲۸ر مئی کے پرچہ کو بذریعہ وی پی ارسال کرے گا۔ جس کا وصول کرنا احباب کرام کا اخلاقی فرض ہوگا۔ دوست خریدار کے لئے فائدہ کی یہی صورت ہے۔ کہ وہ چندہ سالانہ مبلغ ۶ روپے بذریعہ منی آرڈر روانہ فرما کر ممنون و مشکور فرمائیں۔ یا مقررہ تاریخ سے پہلے اپنی عدم خریداری کی اطلاع دے دیں۔

(مینیجر بدر)

نمبر شمار	نام خریدار	خریداری نمبر
۱	سنورہ بیگم صاحبہ خانی نگرپور۔ بنگال	۱۰۰۹
۲	مولوی محمد صادق صاحب عارف اڑیسہ	۱۳۰۴
۳	مستری عبدالعزیز صاحب رام نگر منڈی	۱۰۴۹
۴	معین صاحب سعیدی وکیل حیدرآباد دکن	۱۰۴۸
۵	فاضل کرم علی صاحب حیدرآباد دکن	۱۰۴۷
۶	عبدالعظیم صاحب " "	۱۰۴۶
۷	سید حسین صاحب " "	۱۰۴۵
۸	سیٹھ غلام قادر صاحب شرق حیدرآباد دکن	۱۰۴۴
۹	سیٹھ فاضل الدین صاحب سکندرآباد دکن	۱۰۴۳
۱۰	سیٹھ خیر دین صاحب لکھنؤ	۱۰۵۵
۱۱	محمد احمد صاحب حیدرآباد دکن	۱۰۵۹
۱۲	نورالدین صاحب "	۱۰۵۸
۱۳	عبدالعزیز صاحب "	۱۰۵۷
۱۵	مرزا امیر بیگ صاحب گونڈہ	۱۰۷۲
۱۶	ڈاکٹر رفیع اللہ صاحب فیض آباد وصولی صدر	۱۰۷۱
۱۷	مقبول احمد صاحب	۱۰۶۶
۱۸	محمد حسین صاحب فرخ آباد۔	۱۱۲۰
۱۹	سید احسن علی صاحب اکبرپور۔	۱۱۱۹
۲۰	مولوی محمد رمضان صاحب مبلغ ہیچہ مرگ۔ کشمیر	۱۱۱۵
۲۱	سید غلام احمد صاحب رسول پور۔	۱۱۰۵
۲۲	ایم۔ اے فاضل دیوبند۔	۱۱۰۴
۲۳	قریشی محمد صادق صاحب شاہجہانپور	۱۱۲۸
۲۴	نور محمد صاحب احمدی شنکرپور	۱۲۹۵
۲۵	محمد سالم اکبر صاحب پرکھوپٹی۔	۱۲۹۳
۲۶	علی احمد صاحب انبیٹھ۔	۱۲۷۰
۲۷	ولی محمد صاحب راتھور ہاری پاری گام کشمیر	۱۲۵۰
۲۸	ایم۔ کے عابد شریف صاحب ساگر۔ میسور	۱۲۴۴
۳۰	منشی عبدالحفیظ صاحب کربلی یوپی۔	۱۲۰۴
۳۱	ایم سعید احمد رضی اللہ صاحب نالچر اُڑیسہ	۱۲۰۳
۳۲	ایم سید غلام الدین صاحب سونپور راج	۱۲۰۲
۳۳	ایم سید عبیدالسلام صاحب ڈھینکانال۔	۱۲۰۱
۳۴	سید یعقوب الرحمن صاحب مالیشور	۱۲۰۰
۳۵	سلطان احمد صاحب چک سکن	۱۲۹۹
۳۶	منظور احمد صاحب بلاری	۱۲۹۸
۳۷	خلیل الدین احمد صاحب نیالی۔ اُڑیسہ	۱۱۹۴
۳۹	حکیم محمد رمضان صاحب تل کور	۱۱۴۸
۴۰	مکرم محمد یونس صاحب احمدی اینڈ کو بریلی	۱۲۴۳
۴۱	اسرار محمد صاحب احمدی برادرز رائٹھ۔ یو۔ پی	۱۱۴۶
۴۲	ابرار محمد صاحب سائیکل مرچنٹ مسکرا۔ یو۔ پی	۱۱۴۷

مکرم صدر صاحبان اور سیکرٹریان تعلیم و تربیت

جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کی فوری توجہ کیلئے

جماعت کی تقسیم کی حالت سے مرکز کا جلد جلد آگاہ ہونا ضروری ہوتا ہے۔ اور جماعتوں کا یہ فرض ہے کہ مرکز کی تمام نظارتوں کو ان کے متعلقہ امور کے متعلق جلد جلد مطلع کرتی رہیں۔ تاکہ مرکز بروقت مناسب ہدایات جاری کر سکے اور صحیح راہنمائی کر سکے۔ جب تک جماعتیں مرکز کے ساتھ تعاون نہیں کرتیں تو ایک طرف مرکز ان کو ہدایات نہیں بھجوا سکتا اور دوسری طرف لمبا عرصہ گذر جانے پر وہ جماعتیں بھی سست ہونے لگتی ہیں۔ اس لئے گذارش ہے کہ افراد جماعت کی تعلیمی و تربیتی رپورٹ کے متعلق نظارت ہذا کو باقاعدہ ہر ماہ رپورٹ بھجوائی جایا کرے۔ صرف چند جماعتیں ایسی ہیں۔ جو اس پر عمل کر رہی ہیں۔ اور اکثر جماعتوں کی طرف سے کبھی بھی رپورٹیں نہیں آئیں۔ اور یہ مرکز سے قطع تعلق کے مترادف ہے۔ ایسی جماعتوں کو خط و کتابت کے ذریعہ بھی توجہ دلائی گئی ہے۔ لیکن پھر بھی بہت ہی قلیل تعداد کی طرف سے رپورٹیں آتی ہیں۔ ماہ مارچ میں صرف بنگلور۔ مونگھیر۔ کیرنگ۔ باندہ۔ کوڈائی کی طرف سے رپورٹیں موصول ہوئی ہیں۔

ناظر تعلیم و تربیت قادیان

"صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ" قادیان

حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہِ نوازش مکرم سید محمد شریف صاحب درویش قادیان کو صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ جماعتہائے انڈین یونین کے عہدہ کے لئے منظوری عطا فرمائی ہے۔

جملہ زعماء صاحبان انصار اللہ ہندوستان نوٹ فرمالیں اور باقاعدگی سے اپنی اپنی رپورٹ کارگذاری مندرجہ بالا پتہ پر ارسال فرما کر مشکور فرمائیں۔

ناظر اعلیٰ قادیان

"یومیہ (یعنی ڈائری ۱۹۵۲ء)

دارالھجرت ربوہ میں طبع شدہ یومیہ (ڈائری ۱۹۵۲ء) کے چند نسخے دفتر ہذا میں قابل فروخت ہیں۔ اس کی رعایتی قیمت علاوہ محصول ڈاک ۲ روپے بارہ آنہ ہے۔ جن دوستوں کو مطلوب ہو حسب ذیل پتہ پر طلب فرمائیں۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

درخواستہائے دعا

صادقہ خاتون صاحبہ بنت قریشی محمد یونس صاحب بریلی نے امسال انٹرمیڈیٹ کا امتحان دیا ہے۔ اور ان کی ہمشیرہ نصیرہ خاتون نے میٹرک کا امتحان دیا ہے۔ احباب کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔